

طالبٌ اسکے لئے تھا ریہم کالمات اور اناؤنسری کی منفرد کتاب



صَدَائِقِ طَالِبِتْ



مَوْلَانا وَمُفْتَىٰ الْصَّرْوانِ الْبَيْهِقِيِّ قَاسِمِيٌّ
اسْتَأْذَنْ فِيْ هَذَا مَعْهَدَ الدِّرْسَانِ الْعَلِيَّاً هَلْوَانِيِّ شِرْتَ پِيدِنْهُ

ناشر

مُكْتَبَةُ دَارِ الرِّاقِيمِ نِيَپَال

فَيْضٌ پُور عُرف گھموداً ضلع روتهٹ، نیپال

Mob: 8986305186

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

طالب تاکے لئے تقاریر، مکالمات اور اناؤنسری کی منفرد کتاب



صَدَائِ طَالِبٍ

مکتبہ البیان

مولانا و مفتی رضا خواجہ نسیم قاسمی

اسٹاد فقید افنا معہد الدّراس العلیا، چکوالی شریف پہنچ

شعبہ نشر و اشاعت
مکتبہ دارالریاضیات
فیض پور عرف گھنیوال ضلع رونگڑی، نیپال

Mob: 8986305186



جملہ حقوقِ حق مرتب محفوظ ہیں

نام کتاب _____ صدائے طالبات
مرتب _____ مولانا و مفتی رضوان نسیم قاسمی
استاذ فقہ و افتاء _____ معهد الدراسات العليا، پھلواری شریف پٹنہ
رابطہ نمبر _____ انڈین نمبر: 8986305186، نیپالی نمبر: 9809191037
صفحات _____ 80

ملنے کے پتے

مُکتَبَہُ دَارَةِ قِرْنَۃِ نِیپَال

فیض پور عرف گھیوڑا اسلام روئہ نیپال

Mob: 8986305186

فہرست مضمایں

تلاوت کی دعوت کے پانچ اسالیب	مقدمہ (مفتي محمد احمد صاحب قاسمی)
تمہیدی کلمات کا پہلا اسلوب ۷۰	تقریظ (مفتي شاہد علی صاحب قاسمی) ... ۶
تمہیدی کلمات کا دوسرا اسلوب ۷۰	باتیں اپنے دل کی ۷
دعوت تلاوت کا پہلا اسلوب ۷۰	پہلا باب: تقاریر کا بیان
دعوت تلاوت کا دوسرا اسلوب ۱۷	اللہ تعالیٰ کا تعارف قرآن کی روشنی میں ۹ ..
دعوت تلاوت کا تیسرا اسلوب ۷۲	رسول اکرم ﷺ کی شان اقدس ۱۳
نعت کی دعوت کے دس اسالیب	نماز کے فضائل و فوائد ۱۷
تمہیدی کلمات کا پہلا اسلوب ۷۲	علم کی فضیلت و اہمیت ۲۱
تمہیدی کلمات کا دوسرا اسلوب ۷۳	قرآن مجید کی خصوصیات ۲۵
تمہیدی کلمات کا تیسرا اسلوب ۷۳	موت کا بھیانک منظر ۲۹
دعوت نعت کا پہلا اسلوب ۷۳	اسلام میں عورت کا مقام ۳۳
دعوت نعت کا دوسرا اسلوب ۷۲	ماں کی ممتاز اور شفقت ۳۸
دعوت نعت کا تیسرا اسلوب ۷۲	مثالی عورت کی دس صفات ۳۳
دعوت نعت کا چوتھا اسلوب ۷۵	پردہ عورت کی زینت ہے ۳۶
دعوت نعت کا پانچواں اسلوب ۷۵	دوسرا باب: مکالمات کا بیان
دعوت نعت کا چھٹا اسلوب ۷۶	بیٹی ایک انمول تحفہ ہے ۵۰
تقریر کی دعوت کے پانچ اسالیب	ساس بہو کے جھگڑے ۵۶
تمہیدی کلمات برائے دعوت تقریر ۷۷	جہیز ایک مہلک بیماری ہے ۶۰
دعوت تقریر کا پہلا اسلوب ۷۸	استانی کا پیغام ماں اور بیٹی کے نام ۶۳
دعوت تقریر کا دوسرا اسلوب ۷۸	تیسرا باب: نظمات کا بیان
دعوت تقریر کا تیسرا اسلوب ۷۹	اجلاس کے لیے تمہیدی کلمات ۶۸
دعوت تقریر کا چوتھا اسلوب ۷۹	تحریک صدارت کا طریقہ ۶۹
دعوت تقریر کا پانچواں اسلوب ۸۰	تائید صدارت کا طریقہ ۶۹

مقدمہ

شہسوار قلم مایہ ناز ادیب معروف قلم کار حضرت مولانا مفتی محمد احمد صاحب قاسمی
صدر المدرسین مدرسه اسلامیہ دارالعلوم اشرف نگر، دری، نانپورا، سیتا مرٹھی بہار

حامدا و مصلیا، اما بعد!

حدیث شریف میں آیا ہے ”إِنَّ مِنَ الْبَيَانِ لَسِحْرًا“ بعض بیان بڑے موثر، دل آؤز
اور سحر انگیز ہوتے ہیں کہ جس سے سننے والے پروجہ اور سحر طاری ہو جاتا ہے اور سامنے نہ صرف
ان باتوں کے قائل ہو جاتے ہیں بلکہ ان پر عمل پیرا ہونے کی روح ان میں بیدار ہو جاتی ہے۔
اظہار مافی اضمیر اپنے اپنے ڈھنگ سے توہر کوئی کر لیتا ہے، لیکن ایسے رنگ میں گفتگو
کرنا اور اپنے مطلب کی بات ایسے قرینے سے رکھنا کہ وہ فن بن جائے، اس کی آواز صدائے باز
گشت، اس کا طرز تکلم قابل روشن، اس کا انداز تخاطب سامع کے جذبات کا ترجمان اور اس کا
وجدان خیال حدیث دیگر اس معلوم ہونے لگے؛ یہ کام نہایت مشکل ہے، یہ ایک فن ہے جو کسی میں
خداداد ہوتا ہے تو کسی میں نہایت محنت و کسب سے آتا ہے۔

مدارس اسلامیہ کے طلبہ کو ہفتہ وار تقریری انجمنوں میں شرکت کر کے اپنے اندر خوابیدہ
صلاحیتوں کو مشق و تمرین کے ذریعہ اجاگر کرنے اور نکھارنے کا موقع بآسانی مل جاتا ہے؛ کیوں
کہ اس کے لیے معاون کتابوں کا انبار کتب خانوں میں موجود ہے، جب کہ طالبات کے لیے یہ
اتنا آسان نہیں ہے؛ کیوں کہ اس صنف کا خیال رکھتے ہوئے متعلقہ موضوع پر لکھی گئی کتابیں
نایاب نہیں تو بہت کم دستیاب ضرور ہیں۔

زیر استفادہ کتاب بنام ”صدائے طالبات“ عزیز کرم مفتی رضوان نسیم قاسمی (زادہ اللہ علام
نافع اعملا صالحا متقیلا) کے جنبش قلم سے مصہ شہود پر آنے والی کاوش اسی ضرورت کی تکمیل ہے،
اللہ تعالیٰ انھیں جزاۓ خیر عطا کرے کہ انھوں نے اپنی عنان توجہ اس طرف مبذول کی، ان شاء
اللہ یہ کتاب مستقبل کی داعیاتِ اسلام کے لیے بہت مدد و معاون ثابت ہوگی۔

عزیز القدر مفتی محمد رضوان نسیم قاسمی زمانہ تلمذ ہی سے اپنے صاف سترے ذوق تحقیق و
ومطالعہ میں ممتاز، علم و آگہی کے رسیا، کتب بینی کے حوالہ سے بڑے خوش طبع واقع ہوئے ہیں،

انھیں درسی کتابوں کی تفہیم و تشریح اور دل نشیں طریقہ تکرار و مذاکرہ اور اسلوب مدرسیں کا خوشنما ذوق ملا ہے، عزیز موصوف درس و مدرسیں کے ساتھ قرطاس و قلم سے بھی وابستگی رکھتے ہیں، ان کی متعدد گران ما یہ علمی کاؤشیں منظر عام پر آ کر سلاطین علم و آگہی سے خراج تحسین حاصل کرچکی ہیں یہ اپنی ہر آئندہ کاؤش میں خوب سے خوب تر کرنے کی سعی کرتے نظر آتے ہیں۔

در اصل ذہن میں علم و تحقیق کے چار غروشن ہوں اور دماغ تخلیق و ایجاد کے نئے افق کی تلاش میں سرگردان ہو تو ایک قلم کار، ایک مؤلف اور ایک شارح کے قلم سے دلکش مفید خاص و عام، علم ریز و عطر بیز علمی شاہ کار عالم وجود میں آتی ہے، بسا اوقات ایک تخلیق کا رمصنف و مؤلف عمر کی ایک طویل مسافت طے کرنے کے بعد اس درجہ کمال تک پہنچ پاتا ہے جہاں دشت لوح و قلم کے نووار دمسافر اپنے مطالعہ و مشاہدہ کی وسعت و قوت کی بدولت اس فضل و مرتبہ کو اپنے سفر کے آغاز میں ہی چند منزليں طے کرتے ہی حاصل کر لیتا ہے۔

عزیز موصوف زمانہ طالب علمی ہی سے اپنی محنت لگن اور پچھ کر گذرنے کے انتہک عزم و حوصلہ اور ”طالب حقیقی“ بننے کی پر خلوص و حسن کی وجہ سے اپنے رفقاء میں ممتاز اور اساتذہ کرام کے مرکز توجہ رہے ہیں، آج جب آں عزیز کی علمی کاؤشیں یکے بعد دیگرے نظر نواز ہو رہی ہیں تو علامہ اقبال کا یہ شعر میرے دعا گودل کاحدی خواں بن کر کانوں میں گونجتا ہے

تو شاہین ہے پرواز ہے کام تیرا تیرے سامنے آسمان اور بھی ہیں
کیوں کہ بقول ساحر لدھیانوی

ہزار برق گرے لاکھ آندھیاں اٹھیں وہ پھول کھل کر ہیں گے جو کھلنے والے ہیں
عزیزی مفتی رضوان نشیم قاسمی سلمہ اللہ کی تمام علمی کاؤشوں پر یہ کم ما یہ راقم السطور صد بار مبارکباد دیتا ہے اور دعاوں کی سوغات کے ساتھ ان سے مزید قلمی کاؤش کی توقعات رکھتا ہے اور یہ دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی علمی و تالیغی کاؤش کو قبول عام و تمام عطا کرے اور ان کی ان رشحت قلم کو ایسی سحر بنا دے جس کی شام دیر بہت دیر سے ہو۔

ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد۔

محمد احمد قاسمی

صدر المدرسین مدرسہ اسلامیہ دارالعلوم اشرف نگر، دری، واپیہ نانپورا، سیتا مریضی بہار

تقریظ

فقيہ النفس حضرت مولانا مفتی شاہد علی صاحب قاسمی
معتمد تعلیم و استاذ فقہ و افتاء: المعهد العالی الاسلامی حیدر آباد

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيد المرسلين محمد
وآلہ وصحبہ وجنودہ أجمعین، أما بعدا

یہ ایک حقیقت ہے کہ اگر عورت دینی علوم سے آراستہ ہو اور اس کا ذہن داعیانہ ہو تو وہ
گھر یلو ماحول اور سماج میں صالح انقلاب لانے میں بہ مقابلہ مرد کے زیادہ موثر ولادا کر سکتی
ہے، اس لیے لڑکیوں کے لیے دینی تعلیم کا مستقل لظم، وقت کی اہم ترین ضرورت ہے، نیزان کے
اندر داعیانہ فکر بیدار کرنا اور اللہ کے کلمہ کو بلند کرنے کے لیے سلیقه پیدا کرنا وقت کا اہم تقاضا ہے۔

مرد ہو یا عورت دونوں کے لیے مافی الصمیر کو خوش اسلوبی سے پیش کرنا ایک مستقل فن
ہے جس کے لیے تربیت اور خصوصی رہبری ناگزیر ہے، اس پس منظر میں عزیزم مفتی رضوان نسیم
قاسمی (استاذ فقہ و افتاء: معهد الدراسات العليا، ہارون گرنسٹر، چکواری شریف پٹنہ) کی مبارک
تالیف ”صدائے طالبات“ ایک اہم ضرورت کی تکمیل ہے، اس کتاب میں دین کے بنیادی امور
پر مشتمل تقریری مشق اور صنف نازک کے مختلف کردار سے متعلق ولچسپ مکالمہ کے ساتھ ساتھ کسی
بھی پروگرام کی نظمت کرنے اور اپنے مافی الصمیر کی ادائیگی کے لیے مخصوص و مطلوب اسلوب کو
احسن انداز سے پیش کرنے کی کامیاب کوشش کی گئی ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مؤلف کی اس قلمی کاوش کو ان کی دیگر تالیفات (نسیم المفتی، آسان
دینیات، سیرت کے سنہرے نقوش وغیرہ) کی طرح شرف قبولیت سے نوازے اور دنیا و آخرت
میں کامیابی کا ذریعہ بنائے، آمين۔

شاہد علی قاسمی

معتمد تعلیم المعهد العالی الاسلامی حیدر آباد

۱۸ اربیع الاول ۱۴۳۲ھ، ۲۵ اکتوبر ۲۰۲۱ء

باقی میچھے باقی اپنے دل کی

عورت جس مرحلہ میں بھی ہو وہ مرد کی توجہ کا محور اور مرکز ہوتی ہے، عورت جب بیٹی کے روپ میں ہوتی ہے تو وہ اپنے والدین کی آنکھوں کا تارا اور دل کا قرار ہوا کرتی ہے، عورت جب بہن کے روپ میں ہوتی ہے تو وہ اپنے بھائی کے لیے باعثِ افتخار اور اس کی عزت ہوا کرتی ہے، عورت جب بیوی کے روپ میں ہوتی ہے تو وہ اپنے شوہر کی زندگی کا سب سے قیمتی تھفہ ہوا کرتی ہے، عورت جب ماں کے روپ میں ہوتی ہے تو وہ اولاد کے لیے شجر سایہ دار، پیکرِ محبت اور شفقت کا مجسمہ ہوا کرتی ہے، کسی شاعر نے کیا ہی خوب کہا ہے:

حیاء کی آئینہ ہے اور وفا کی جان ہے عورت
ہمارے گھر کی رونق زندگی کی شان ہے عورت
بنادیتی ہے گھر کو رشک جنت یہ سلیقے سے
مکمل زندگی کی شان ہے عرفان ہے عورت

ایک بیٹی رحمت اسی وقت بن سکتی ہے جب کہ اس کا قلب اسلامی تعلیمات کی روشنی سے منور ہو، وہ فاطمی کردار و گفتار کا پیکر ہو، ایک عورت مرد کے لیے شریک حیات کی شکل میں روح حیات اور تسکین خاطر کا سبب اسی وقت ہو سکتی ہے جب کہ اس کا دل سیرتِ خدیجہ سے سرشار ہو، وہ ہر درد کا درماں اور مصائب کی گرم ہواؤں میں نشیم صبح کی صورت میں ایک مشفق ماں اسی وقت ثابت ہو سکتی ہے جب کہ اس کی گود پچ کے لیے پہلا اسلامی مکتب ثابت ہو، وہ اپنے بھائیوں کی محبتوں کا مرکز و بجا اسی وقت ہو سکتی ہے جب کہ اس کے جذبات و احساسات و لیے ہو جائیں جیسے حضرت عائشہ کے جذبات اپنے بھائی حضرت عبدالرحمنؓ کے تیئیں تھے۔

یہ ساری صفات ایک عورت میں اسی وقت پائی جاسکتی ہیں جب وہ زیور تعلیم

و تربیت سے آرستہ و پیراستہ ہوں، الحمد للہ! اس کے لیے دنیا کے تمام ممالک اور تقریباً ہر اضلاع میں بنات کے ادارے قائم ہیں، جہاں دخترانِ اسلام کو قرآن و حدیث کی تعلیمات سے روشناس کرایا جاتا ہے اور اسلامی فکر اور اسلامی منهج کے مطابق انھیں دینی و دینیوی دونوں تعلیمیں سے واقف کرایا جاتا ہے۔

رقم الحروف ایک مدت سے طالبات کے لیے ایک ایسی کتاب کی شدت سے ضرورت محسوس کر رہا تھا جس میں اہم عناوین پر مشتمل تقاریر و مکالمات ہوں اور اس میں نظمت کے اسالیب بھی بیان کیے گئے ہوں، تاکہ اس کتاب کی روشنی میں طالبات انجمن اور دیگر پروگراموں میں اپنے خیالات اور مافی لضمیر کا کھل کر اظہار کر سکیں، اسی احساس کے پیش نظر اللہ تعالیٰ کے نام اور اس کی توفیق سے بندہ نے زیر نظر کتاب ترتیب دی ہے جو دس تقاریر، چار مکالمات اور انداز نسri کے مختلف اسالیب پر مشتمل ہے، مجھے یقین ہے کہ یہ کتاب طالبات کے لیے اپنی نوعیت کی منفرد اور مفید کتاب ثابت ہوگی۔

خوشی کے اس موقع پر رب العالمین کا شکر ادا کرنے کے بعد اپنے تمام اساتذہ کرام بالخصوص حضرت اقدس مولانا مفتی محمد احمد صاحب قاسمی اور فقیہۃ النفس مفتی شاہد علی صاحب قاسمی کا نہایت ہی شکر گزار ہوں کہ اول الذکر نے کتاب کے لیے و قیع مقدمہ اور مؤخر الذکر نے دلنشیں تقریظ لکھ کر بندہ کی حوصلہ افزائی کی، نیزان تمام طالبات کا بھی احسان مند ہوں جنہوں نے اس کتاب کی طباعت کی طرف بندہ کی توجہ مبذول کرائی، اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس تالیف کو میرے اہل و عیال کی نجات کا ذریعہ اور خواتین اسلام بالخصوص مدارسِ اسلامیہ کی طالبات کے لیے مفید بنائے۔ آمین!

مفتی رضوان نسیم قاسمی

استاذ فقهہ و افتاء: معہد الدراسات العلیا، پھلواری شریف پٹنہ

رالٹ نمبر: انڈین نمبر: 986305186 نیپالی نمبر: 9809191037

اللہ کا تعارف قرآن کی روشنی میں

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ . وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ . وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ
 عَلٰی سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ، مُحَمَّدٌ وَآلِهٖ وَصَحْبِهٖ أَجْمَعِينَ . أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوذُ بِاللّٰهِ
 مِنَ الشَّيْطَنِ الرَّجِيمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ: هُوَ اللّٰهُ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا
 هُوَ، عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ، هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيمُ . (الحشر: ۲۲)
 میری قابل اکرام ماوں اور بہنوں!

آج کی اس مبارک محفل میں آپ کے سامنے میں قرآن مجید کی روشنی میں اس عظیم اور مقدس ہستی کا تذکرہ کرنا چاہتی ہوں جس نے اکیلے اپنی قدرت سے اس وسیع و عریض دنیا اور اس کی تمام مخلوقات کو آباد کیا ہے، جو اپنی ذات میں بھی اکیلا اور تنہا ہے اور اپنی صفات میں بھی اکیلا اور تنہا ہے، جو ہر قسم کی عبادت اور بندگی کے لائق ہے، جس نے تمام فرشتوں، شیاطین و جنات، انسان و حیوان، نباتات و جمادات، آسمان و زمین، چاند و سورج، پہاڑ اور سمندر، چندے اور پرندے، درندے اور کیڑے مکوڑے، الغرض ساری جاندار اور بے جان چیزوں کو پیدا کیا۔

آج میں اس رب العالمین کا ذکر خیر کرنا چاہتی ہوں جس کی قدرت کا یہ حال ہے کہ وہ آسمان کو بغیر کسی ستون کے محض اپنی قدرت سے تھامے ہوا ہے، جس کی حکومت اتنی بڑی ہے کہ انسان سے لیکر جنات تک، آبادیوں سے لے کر جنگلوں تک، خشکی سے لے کر سمندر تک ہر جگہ اسی کا سکھ چلتا ہے، جس کو آسمان و زمین کی تمام مخلوقات پر غلبہ حاصل ہے، جو سزا دینا چاہے تو اب انہیں پرندوں کے ذریعہ ابرہہ اور اس کے لشکر کو ہلاک کر دے اور فرعون جیسے متکبر اور لا ولشکر والے بادشاہ کو سمندر میں غرق کر دے، جو اس قدر غالب و مالک ہے کہ جو وہ چاہتا ہے وہی ہوتا ہے، کوئی اس کو روک ٹوک کرنے والا نہیں ہے اور وہ جو نہیں چاہتا وہ نہیں ہوتا ہے، جس کی شہشاہی کا یہ عالم ہے کہ انسان کی موت و حیات سے

لیکر اس کے رزق تک کی ساری چیزوں کا وہی مالک ہے، وہی عزت و بلندی سے سرفراز کرتا ہے اور وہی ذلت و پستی سے لوگوں کو دوچار کرتا ہے۔
ملتِ اسلامیہ کی مقدس شہزادیوں!

قرآن مجید کی بے شمار آیات میں اللہ تعالیٰ کی صفات و کمالات کا تذکرہ کیا گیا ہے، جن میں سے بعض آیات مختصر اور بعض آیات طویل ہیں، اللہ کے تعارف پر مشتمل سب سے طویل آیت؛ آیت الکرسی ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی وسیع سے زائد صفات کا تذکرہ کیا گیا ہے، آیت الکرسی کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ وہ ذات ہے جس کے علاوہ کسی کے اندر معبود بننے کی صلاحیت نہیں ہے، وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا، اس کو بھی موت نہیں آسکتی، وہ اپنے وجود میں کسی کا لحاظ نہیں ہے، وہ خود سے قائم ہے اور دوسروں کو سننچا لے ہوا ہے، اللہ وہ ذات ہے جسے نہ تو اونگھ آتی ہے اور نہ ہی اسے نیند آتی ہے، اسی کی ملکیت میں آسمان و زمین کی تمام چیزیں ہیں، اس کے پاس اس کی اجازت کے بغیر کوئی کسی کے بارے میں سفارش نہیں کر سکتا، وہ لوگوں کے آگے پچھے (یعنی پیدائش سے پہلے اور پیدائش کے بعد) کے تمام حالات و واقعات سے باخبر اور واقف ہے، اللہ وہ ذات ہے جس کے علم کے کسی بھی حصے کا کوئی مخلوق احاطہ نہیں کر سکتی ہے، بلکہ کائنات کے ذرہ ذرہ کا علم صرف اسی ایک اللہ کو ہے، ہاں وہ اپنے اس علم میں سے جس کو نوازنا چاہتے ہیں نوازدیتے ہیں، اللہ وہ ذات ہے جس کی کرسی اتنی بڑی ہے کہ اس کی وسعت کے اندر ساتوں آسمان اور ساتوں زمین سمائے ہوئے ہیں، وہ آسمان و زمین کی حفاظت کرتے ہوئے کبھی تھکتا نہیں ہے اور وہ بلند شان رکھنے والا اور عظیم رتبہ والا ہے۔
گلشنِ اسلام کی نوشگفتہ کلیوں!

قرآن مجید کی مشہور سورت "سورۃ الشراء" میں اللہ تعالیٰ کے خلیل حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم کے سامنے رب العالمین کا تعارف بہت ہی نازلے انداز میں

پیش کیا ہے، ارشادِ بانی ہے ﴿الَّذِي خَلَقَنِي فَهُوَ يَهْدِيْنِ، وَالَّذِي هُوَ يُطِعِّمُنِي وَيَسْقِيْنِ، وَإِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ، وَالَّذِي يُمِيْتُنِي ثُمَّ يُحْيِيْنِ، وَالَّذِي أَطْمَعُ أَنْ يَغْفِرَ لِي خَطِيْئَتِي يَوْمَ الدِّيْنِ﴾ (سورۃ الشعرا: ۷۸۔ ۸۲) اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ میرا رب وہ ہے جس نے مجھے پیدا کیا اور مجھے سیدھا راستہ دکھایا، میرا رب وہ ہے جو مجھے کھلاتا ہے اور پلاتا ہے، میرا رب وہ ہے کہ جب میں بیمار ہوتا ہوں تو وہی مجھے شفاء بخشتا ہے، میرا رب وہ ہے جس کے قبضہ میں میری موت ہے اور وہی میری موت کے بعد مجھے دوبارہ زندہ کرے گا، میرا رب وہ ہے جس سے میں امید رکھتا ہوں کہ وہ قیامت کے دن میرے گناہوں کو بخش دے گا۔

میری پاک طینت اور عفت مآب بہنوں!

سورۃ النمل کی آیات میں بھی اللہ تعالیٰ کے اوصاف و کمالات کا نہایت جامع انداز میں تذکرہ کیا گیا ہے، ارشادِ بانی ہے ﴿أَمَّنْ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَأَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ السَّمَاءِ مَاءً، فَأَنْبَتْنَا بِهِ حَدَائِقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ، مَا كَانَ لَكُمْ أَنْ تُنْبِتُوا شَجَرَهَا﴾ (النمل: ۶۰) یعنی اللہ تعالیٰ نے ہی آسمان و زمین کو پیدا کیا اور تمہارے لیے آسمان سے بارش نازل کی، پھر اس بارش کے ذریعہ خوش نما باغات اور درختوں کو پیدا کیا جن درختوں کو تم نہیں اگاسکتے تھے ﴿أَمَّنْ جَعَلَ الْأَرْضَ قَرَارًا وَجَعَلَ خِلْلَهَا أَنْهَارًا وَجَعَلَ لَهَا رَوَاسِيَ وَجَعَلَ بَيْنَ الْبَحْرَيْنِ حَاجِزًا﴾ (النمل: ۶۱) یعنی وہ ذات ہے جس نے زمین کو ٹھہرنے کے لاکن بنایا اور اس زمین کے درمیان نہریں اور ندیاں بنائیں، اور اس زمین کے ٹھہرنے کے لیے پہاڑ بنائے اور دردیاں کے درمیان آڑ بنایا (تاکہ میٹھا اور کڑ واپسی الگ الگ رہے)۔

﴿أَمَّنْ يُجِيبُ الْمُضْطَرَ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَاءَ الْأَرْضِ﴾ (النمل: ۶۲) یعنی اللہ تعالیٰ ہی بے قراروں اور پریشان زدہ لوگوں

کی پکار کو سنتا ہے جب کوئی اس کو پکارتا ہے، اور وہی اس کی پریشانیوں کو دور کرتا ہے اور اس کو زمین میں صاحب اختیار بناتا ہے۔ ﴿أَمَنْ يَهْدِيْكُمْ فِي ظُلْمَاتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَنْ يُرْسِلُ الرِّيَاحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيِ رَحْمَتِهِ﴾ (آلہمہ: ۶۳) یعنی اللہ تعالیٰ ہی تمہیں جنگل اور دریا کی تاریکیوں میں راستہ دکھاتا ہے اور بارش نازل کرنے سے پہلے ایسی ہواں کو بھیجتا ہے جو بارش نازل ہونے کی علامت ہوتی ہے اور اس کی وجہ سے انسان اس سے خوش ہوتا ہے۔

اللہ کی وفا شعار اور فرمائ بردار بہنوں!

قرآن مجید کے علاوہ اس کائنات میں بھی بے شمار چیزیں ایسی ہیں جن میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا پانہار عظیم قدرت اور لازوال صفات کا مالک ہے، چنانچہ آسمان و زمین کی بناؤٹ، اس میں رات دن کا الٹ پھیر، اپنے اپنے وقت پر سورج اور چاند کا نکلنا، پانی کا بادلوں کی شکل میں جم کر بخراز میں پر بر سنا، پھولوں میں رنگت و خوبیوں اور پھلوں میں شیرینی و چاشنی کا ہونا؛ یہ ساری چیزیں اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ خدا کی ذات عظیم الشان ہے اور وہ بے پناہ قوت و طاقت کا مالک ہے۔
لہذا اے میری ماوں اور بہنوں!

جس ذات کے اندر نہ کورہ بالا اوصاف و کمالات موجود ہیں وہی ذات صرف اس کے سزاوار ہے کہ اس کی بارگاہ میں سجدہ کیا جائے، وہی ذات اس لائق ہے کہ اس کے سامنے اپنی پیشانی ختم کیا جائے، وہی رب اس کا مستحق ہے کہ مصیبت اور پریشانی کے عالم میں اس کو پکارا جائے اور اپنا دکھڑا صرف اسی کو سنایا جائے، اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سماں کو اپنی حقیقی معرفت نصیب فرمائے، آمين ثم آمين۔

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين



رسولِ اکرم کی شانِ اقدس

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلٰوٰةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى فَخْرِ الْاٰنْبِياءِ وَ
سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَخَاتَمِ النَّبِيِّنَ، مُحَمَّدٌ وَالٰهُ وَصَاحِبِهِ أَجْمَعِيْنَ، أَمَّا
بَعْدُ! فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَنِ الرَّجِيْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيْمِ: وَرَفَعْنَا
لَكَ ذِكْرَكَ۔ (سورة الانشراح: ۳)

میری قابل صد احترام سہیلیوں!

آج کی اس بارونق اور پر نور محفل میں آپ طالبات کے سامنے میں اس مقدس
ہستی کا تذکرہ کرنا چاہتی ہوں جن کے لئے یہ بزم ہستی سجائی گئی ہے، جن کے سر اقدس
پر ختم نبوت کا تاج رکھا گیا ہے، جنہیں سید الاولین والآخرین کے لقب سے نوازا گیا
ہے، جنہیں شافعِ محشر کا اعزاز عطا کیا گیا ہے، جن کو ساقی کوثر کے منصب عظیم سے
سر فراز کیا گیا ہے، جن کو معراج کی رات سارے نبیوں کی امامت کا شرف حاصل ہوا
ہے، جن کی امت کو دنیا کی بہترین امت کہا گیا ہے، جن کے نام کو اللہ تعالیٰ نے اپنے
نام کے ساتھ ہر جگہ ذکر کیا ہے، یعنی آج میں آپ کے سامنے مدنی تاجدار، آقائے
نامدار، شفیع المذنبین، رحمۃ للعالمین، کشتی ملت کے کھیون ہارے، کوئی میں سب سے
انوکھے سب سے نزالے، رب العالمین کے دلارے، عبدالمطلب کی آنکھوں کے
تارے، دائیٰ حلیمه کے جگر پارے، عبد اللہ کے لخت جگر، آمنہ کے نور نظر، احمد مجتبی، محمد
مصطفیٰ ﷺ کی شانِ اقدس کو بیان کرنا چاہتی ہوں۔

ناموس رسالت کی علم بردار بیلیوں!

نبی اکرم ﷺ کی شانِ اقدس کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ اللہ تبارک و
تعالیٰ نے قرآن مقدس کی بے شمار آیات میں آپ ﷺ کے اوصاف و مکالات، اخلاق
و اطوار اور حسن و جمال کا تذکرہ کیا ہے، چنانچہ آپ ﷺ کی رحمت کو بیان کرتے ہوئے

قرآن کہتا ہے ﴿وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ﴾ (الأنبياء: ۷) اے نبی! ہم نے آپ کو سارے جہاں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے، آپ ﷺ کے اخلاق کا تذکرہ کرتے ہوئے قرآن کہتا ہے ﴿وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ﴾ (القلم: ۳) اے نبی! بے شک آپ اخلاق کے اعلیٰ مرتبہ پر فائز ہیں، آپ ﷺ کے کمالات کو بیان کرتے ہوئے قرآن کہتا ہے ﴿وَكَانَ فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا﴾ (سورة النساء: ۱۱۳) اے نبی! آپ پر اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا فضل و کرم ہے، آپ ﷺ کی اطاعت کو اللہ کی اطاعت قرار دیتے ہوئے قرآن کہتا ہے ﴿مَنْ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ﴾ (سورة النساء: ۸۰) جس آدمی نے رسول اکرم کی اطاعت کی تو حقیقت میں اس نے اللہ کی اطاعت کی، آپ ﷺ کے مقام کی بلندی کا تذکرہ کرتے ہوئے قرآن کہتا ہے ﴿إِنَّا أَغْطَيْنَاكَ الْكَوْثَر﴾ (الکوثر: ۱) اے نبی! ہم نے آپ کو حوض کوثر عطا کیا ہے، آپ ﷺ کی اپنی امتنیوں سے بے پناہ محبت اور لگاؤ کا تذکرہ کرتے ہوئے قرآن کہتا ہے ﴿لَعَلَّكَ بَأَخِعْ نَفْسَكَ أَنْ لَا يَكُونُوا مُؤْمِنِينَ﴾ (سورة الشوراء: ۳) اے نبی! ایسا لگتا ہے کہ آپ ان کافروں کے ایمان نہ لانے کے غم میں اپنے آپ کو ہلاک کر دیں گے، آپ ﷺ کی دعوت کا تذکرہ کرتے ہوئے قرآن کہتا ہے ﴿وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا مُبَشِّرًا وَنَذِيرًا﴾ (الفرقان: ۵۶) اے نبی! ہم نے آپ کو خوش خبری دینے والا اور درانے والا بنا کر بھیجا ہے، آپ ﷺ کی نبوت و رسالت کا ذکر کرتے ہوئے قرآن کہتا ہے ﴿وَلِكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ﴾ (الاحزاب: ۳۰) محمد اللہ کے رسول ہیں اور خاتم النبیین ہیں، الغرض! اس قسم کی بے شمار آیات ایسی ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کے اوصاف و کمالات کا نہایت ہی دلکش انداز میں تذکرہ کیا ہے، جس سے نبی اکرم ﷺ کی شان و رفتہ اور بلندی مقام کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔



جامعہ ہذا کی پاک طینت شہزادیوں!

رسول اکرم ﷺ کی شانِ اقدس اس سے بھی عیاں ہوتی ہے کہ صحابہ کرام کی مقدس اور پاکیزہ جماعت نے بھی آپ ﷺ کی خوب مدح سرائی کی ہے اور آپ ﷺ کی روش زندگی کے ہر ایک پہلو پر تفصیل سے گفتگو کی ہے، چنانچہ آپ ﷺ کی صداقت و دیانت اور سچائی و امانت داری کا تذکرہ کرتے ہوئے حضرت علی فرماتے ہیں ﴿كَانَ أَصْدَقُ النَّاسِ لَهُجَةً﴾ (شماں ترمذی) یعنی آپ ﷺ گفتگو کے اعتبار سے سب سے سچے تھے، آپ ﷺ کی شرم و حیاء کا تذکرہ کرتے ہوئے حضرت ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں ﴿كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَشَدَّ حَيَاةً مِنَ الْعَذْرَاءِ فِي حِدْرِهَا﴾ (بخاری: ۶۱۹) یعنی آپ ﷺ با پردہ کنواری لڑکی سے زیادہ شرم و حیاء کرنے والے تھے، آپ ﷺ کی سخاوت کا ذکر کرتے ہوئے حضرت عبد اللہ بن عباس فرماتے ہیں ﴿كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجْوَدُ النَّاسِ بِالْخَيْرِ﴾ (بخاری: ۶) یعنی آپ ﷺ مال و دولت خرچ کرنے میں تمام لوگوں سے بڑھ کر سخنی تھے، آپ ﷺ کی شفقت و رحمت اور عمدہ صفات کا ذکر کرتے ہوئے آپ کی چیقی بیوی حضرت عائشہ فرماتی ہیں ﴿لَمْ يَكُنْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاحِشاً وَ لَا مُتَفَحِّشاً وَ لَا صَخَابًا فِي الْأَسْوَاقِ، وَ لَا يَجْزِي بِالسَّيِّئَةِ السَّيِّئَةَ، وَ لِكِنْ يَعْفُوا وَ يَضْفَعُ﴾ (ترمذی: ۲۰۱۶) یعنی آپ ﷺ بیہودہ اور بری بات کہنے والے نہ تھے اور نہ ہی بازاروں میں شور کرنے والے تھے، آپ ﷺ کا بدلہ برائی سے نہیں دیتے تھے، بلکہ آپ ﷺ معافی اور درگذر سے کام لیتے تھے، آپ ﷺ کے حسن و جمال اور اوصاف و مکالات کا ذکر کرتے ہوئے مشہور صحابی حضرت حسان بن ثابت فرماتے ہیں:

وَأَخْسَنَ مِنْكَ لَمْ تَرَ قَطُّ عَيْنِي
وَأَجْمَلَ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءُ
كَأَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَاءُ
خُلِقْتَ مُبَرِّئَةً أَمِنْ كُلَّ عَيْبٍ

میری آنکھوں نے آپ ﷺ سے زیادہ حسین آدمی نہیں دیکھا، کسی عورت نے آپ ﷺ سے زیادہ خوبصورت بچہ نہیں جنا، آپ ﷺ تمام عیبوں سے اس طرح پاک و صاف پیدا کئے گئے ہیں، گویا کہ آپ ﷺ اپنی چاہت کے مطابق پیدا کئے گئے ہیں۔
ملت اسلامیہ کی مقدس شہزادیوں!

قرآنی آیات اور صحابہ کرام کے اقوال سے یہ بات ظاہر ہو چکی ہے کہ رسول اکرم ﷺ اخلاق و مردودت کے اعتبار سے دنیا میں سب سے افضل تھے، اخلاق کے اعتبار سے سب سے اچھے تھے، لوگوں سے میل جوں اور قوم کے ساتھ رہن سہن کے اعتبار سے سب سے معزز تھے، پڑوسیوں کے ساتھ سب سے بہتر سلوک کرنے والے تھے، عیب کے کاموں سے دور رہنے والے تھے، سب سے سچے اور سب سے امانت دار تھے اور سب سے بڑھ کر حسین و جميل تھے۔

لہذا اے میری ماوں اور بہنوں!

اپنے دل میں رسول اکرم ﷺ کی ایسی محبت پیدا کرو جو دنیوی تمام محبتوں سے بڑھ کر ہو، ایسی محبت پیدا کرو جو رگ و ریشه میں سمائی ہوئی ہو، ایسی محبت پیدا کرو کہ خدا کے بعد اس درجہ کی محبت میں کوئی شریک نہ ہو، ایسی محبت پیدا کرو جو اپنی جان، اپنی اولاد، اپنے ماں باپ اور تمام لوگوں سے بڑھ کر ہو، ایسی محبت پیدا کرو جس میں وارثگی، جان شاری اور خود سپردگی ہو، ایسی محبت پیدا کرو جس کا سایہ رسول اکرم ﷺ کے تمام متعلقین تک وسیع ہو، ایسی محبت پیدا کرو کہ نبی اکرم ﷺ کے لیے اپنی جان قربان کرنا، اپنے ماں باپ اور اپنی اولاد کو نچھا اور کرنا اور اپنی عزت و آبرو کو تختہ دار پر چڑھانا آسان ہو لیکن کسی بھی قیمت پر اپنے آقا سے تعلق اور احترام و محبت سے محرومی گوارہ نہ ہو، اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمارے دلوں میں نبی اکرم ﷺ کی ایسی ہی محبت پیدا فرمادے۔

وَمَا عَلِيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ

نماز کے فضائل و فوائد

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ . وَالْعَاقِبةُ لِلْمُتَّقِينَ . وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ
 عَلٰی سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ، مُحَمَّدٌ وَآلِهٖ وَصَحْبِهٖ أَجْمَعِينَ . أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوذُ بِاللّٰهِ
 مِنَ الشَّيْطَنِ الرَّجِيمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ : إِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلٰی
 الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَوْقُوتًا . (النساء: ۱۰۳)

ملت اسلامیہ کی مقدس شہزادیوں!

آج میں آپ کے سامنے اسلام کی اس عظیم الشان عبادت کے فضائل و فوائد کا
 تذکرہ کرنا چاہتی ہوں جس پر اسلام کی پوری عمارت کی بنیاد ہے، جو اسلام کے پانچ
 ستوں میں سے ایک اہم ستون اور اسلام کے پانچ اركانوں میں سے ایک اہم رکن
 ہے، جس کو آپ ﷺ نے اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک اور مومنوں کی معراج قرار دیا ہے،
 جس کو اللہ کے حبیب ﷺ نے ایمان اور کفر کے درمیان فرق کرنے والی عبادت قرار
 دیا ہے، جو معيارِ انسانیت، شان بندگی اور وقار زندگی ہے، اس مقدس اور عظیم عبادت کو
 ہم ”نماز“ کے نام سے جانتے ہیں۔

گلشنِ اسلام کی نوشگفتہ کلیوں!

قرآن و حدیث میں ایمان کے بعد جس درجہ نماز کی تاکید آئی ہے اور قرآن و
 حدیث میں نماز پڑھنے کے جو فضائل و فوائد اور نماز چھوڑنے پر جو وعدیں اور سزا میں
 بیان کی گئیں ہیں کسی اور عمل کے بارے میں اس قدر فضائل اور وعدوں کا تذکرہ نہیں
 کیا گیا ہے، بعض علماء کے مطابق اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ۸۰ رسم سے زائد مرتبہ نماز
 کا تذکرہ کیا ہے، بعض آیات میں نماز کی فضیلت اور اس کے شرعی حکم کو بیان کیا ہے
 تو بعض آیتوں میں نماز چھوڑنے پر وعدیں بیان کی ہیں، چنانچہ نماز کی فرضیت بیان
 کرتے ہوئے اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں ﴿وَأَقِيمُوا الصَّلٰوةَ وَأَتُوا

الرَّزْكُوَةَ وَارْكَعُوا مَعَ الرَّأِكِعِينَ ﴿البقرة: ۳۲﴾ کہ اے مسلمانوں! نماز قائم کرو یعنی نماز کو اس کے فرائض و واجبات، سفن و مستحبات اور وقت کی پوری پابندی کے ساتھ پڑھو، زکوٰۃ ادا کرو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو، دوسری جگہ ارشاد رباني ہے ﴿إِنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَوْقُوتًا﴾ (النساء: ۱۰۳) بے شک نماز مسلمان مرد و عورت پر مقررہ وقت میں فرض ہے۔

جامعہ ہذا کی ہونہا راسلامی بہنوں!

قرآن و حدیث میں نماز کے بے شمار فضائل و فوائد بیان کیے گئے ہیں، چنانچہ اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں ﴿إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ﴾ (عنکبوت: ۳۵) بلاشبہ نمازوہ عبادت ہے جو انسان کو بے حیائی اور برے کاموں سے بچاتی ہے، دوسری آیت میں اللہ رب العزت مسلمانوں کو نماز کے ذریعہ مدد حاصل کرنے کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں ﴿وَاسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ﴾ (البقرة: ۳۵) کہ صبر اور نماز کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرو، تیسرا آیت میں اللہ تعالیٰ نے نمازوں کا خوف ختم کرنے والی اور اطمینان و سکون کی زندگی عطا کرنے والی عبادت قرار دیا ہے، ارشادربانی ہے ﴿إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُ الرَّزْكُوَةَ لَهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ، وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ﴾ (البقرة: ۲۷۷) اس آیت کا ترجمہ یہ ہے کہ بے شک جنہوں نے ایمان لا یا اور نیک عمل کیا، نماز قائم کیا اور زکوٰۃ دیا تو ان کے لئے ان کے رب کے پاس اس کا اجر ہے، انھیں کسی قسم کا خوف نہیں ہوگا اور نہ وہ لوگ غمگین ہوں گے، چوخی آیت میں نمازوں کو کامیابی کا مزدہ سناتے ہوئے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں ﴿قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ، الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ﴾ (المؤمنون: ۱، ۲) بلاشبہ وہ مومن کامیاب ہیں جو نماز میں خشوع و خصوصی اختیار کرتے ہیں، پانچویں آیت میں اللہ تعالیٰ نمازوں کو جنت الفردوس کی بشارت

دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں ﴿وَالَّذِينَ هُمْ عَلَىٰ صَلَواتِهِمْ يُحَافِظُونَ، أُولَئِكَ هُمُ الْوَارثُونَ، الَّذِينَ يَرِثُونَ الْفِرْدَوْسَ، هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ﴾ (المومون: ۱۱.۹) کہ جو لوگ اپنی نمازوں کو پابندی کے ساتھ حاداً کرتے ہیں وہی لوگ حقیقی وارث ہیں، وہ جنت الفردوس کے وارث ہوں گے اور اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ الغرض! اس قسم کی بے شمار آیات ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے نماز کے مختلف فضائل و فوائد کا تذکرہ کیا ہے۔

میری پاک طینت اور پاک کباز بہنوں!

قرآن مجید کے بعد نبی اکرم ﷺ نے بھی بے شمار احادیث میں نماز کے مختلف فوائد کا تذکرہ کیا ہے، چنانچہ حضرت ابوذر فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ سردی کے موسم میں باہر تشریف لائے اور درختوں پر سے پتے گر رہے تھے، آپ ﷺ نے ایک درخت کی ٹہنی ہاتھ میں لی تو اس کے پتے اور زیادہ گرنے لگے، حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے ابوذر! مسلمان بندہ جب اخلاص سے اللہ تعالیٰ کے لئے نماز پڑھتا ہے تو اس سے اس کے گناہ ایسے ہی گرتے ہیں جیسے یہ پتے درخت سے گر رہے ہیں (مندرجہ ۲۵۵۶)

دوسری حدیث میں نماز کے بے شمار دینی و دینیوی فوائد کا تذکرہ کرتے ہوئے نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ نماز دین کا ستون ہے اور اس میں دس خوبیاں ہیں: نماز چہرہ کی رونق ہے، نماز دل کا نور ہے، نماز بدن کی راحت اور تدرستی کا سبب ہے، نماز قبر میں مسلمانوں کے دل کو بہلاتی ہے اور قبر کی تہائی سے بچاتی ہے، نماز پڑھنے کی وجہ سے مسلمانوں پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں نازل ہوتی ہیں، نماز جنت کی کنجی ہے، نماز کی وجہ سے انسان کے نیکیوں کا پلڑا بھاری رہتا ہے، نماز کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کی خوشنودی حاصل ہوتی ہے، نمازی انسان کو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ جنت عطا فرمائیں گے اور دوزخ سے اس کی حفاظت فرمائیں گے۔ (فضائل اعمال: فضائل نماز: ۳۶)

جامعہ ہذا کی نوشگفتہ پھولوں!

قرآن و حدیث میں جس طرح نماز پڑھنے کے فضائل و فوائد کا ذکر کیا گیا ہے، اسی طرح نماز چھوڑنے پر وعید یہ اور سزا میں بھی بیان کی گئیں ہیں، اللہ رب العزت کا ارشاد ہے ﴿وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ﴾ (آل بقرہ: ۳۳) کہ اے مسلمانوں! نماز قائم کرو اور (نماز چھوڑ کر) مشرکوں میں سے مت بنو، اللہ کے حبیب رسول اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں، ﴿لَا تَرُكُوا الصَّلَاةَ مُتَعَمِّدِينَ، فَمَنْ تَرَكَهَا مُتَعَمِّدًا فَقَدْ خَرَجَ مِنَ الْمِلَّةِ﴾ (رواہ الشاشی فی مسنده: ۱۳۰۹) یعنی تم لوگ جان بوجھ کر نماز مت چھوڑو، اس لیے کہ جو شخص جان بوجھ کر نماز کو چھوڑ دے تو وہ مذہب اسلام سے خارج ہے، اس لیے میری ماوں اور بہنوں!

اب بھی وقت ہے، ہوش میں آؤ، اپنا محاسبہ کرو اور نماز کی پابندی شروع کردو، کیوں کہ آج آپ کے پاس گناہوں سے توبہ کا موقع ہے، آج آپ کی صحت بنی ہوئی ہے، آج آپ کا سرخدا کی دربار میں بغیر کسی پریشانی و مشقت کے جھک سکتا ہے، آج آپ کے پاس گناہوں کی تلافی کا موقع ہے، لیکن کل جب یہ اختیار باقی نہیں رہے گا، کل جب غفلت کا پردہ انٹھ چکا ہوگا، کل جب توبہ کا دروازہ بند ہو چکا ہوگا، کل جب اپنی بے بسی اور بیکسی پوری طرح روشن ہو چکی ہوگی، کل جب تلافی کی کوئی صورت باقی نہ ہوگی، تو سوائے افسوس کے آپ کو کچھ ہاتھ نہیں آئے گا، سوائے حسرت و ندامت کے آپ کچھ نہیں کر پائیں گی، شدت افسوس سے انگلیاں کامنے کے علاوہ آپ کے پاس کوئی چارہ نہیں ہوگا، اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سمحوں کو پابندی کے ساتھ نماز پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین ثم آمین۔

وآخر دعوا ان الحمد لله رب العالمين

علم کی فضیلت و اہمیت

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ . وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ . وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ، مُحَمَّدٍ وَالٰهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ . أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَنِ الرَّجِيمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ: يَرْفَعُ اللّٰهُ أَذْنِينَ أَمْنُوا مِنْكُمْ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ . (سورة المجادلة: ۱۱)

علم دل کا سرور ہوتا ہے چشم بینا کا نور ہوتا ہے
علم سے رنج و غم دور ہوتا ہے دل کو حاصل سرور ہوتا ہے
میری قابل صد احترام سہیلیوں!

آپ ﷺ جب اس دنیا میں تشریف لائے تو یہ دنیا ہر طرح کی براستیوں کی آماجگاہ بنی ہوئی تھی، کوئی برائی ایسی نہ تھی جو پوری دنیا بالخصوص عرب سماج میں نہ پائی جاتی ہو، کفر و شرک عام تھا، سینکڑوں دیویوں اور دیوتاؤں کی پوجا ہوئی تھی، لوگوں کی جان محفوظ تھی نہ مال اور نہ ہی عزت و آبرو، ظلم و جور اور تشدد کی کوئی انتہا نہ تھی، بے شرمی اور جہالت کا یہ حال تھا کہ لوگ خانہ کعبہ کا طواف نہ گئے ہو کر کیا کرتے تھے۔

ان حالات میں اللہ تعالیٰ حضور اکرم ﷺ کو نبی و رسول بنا کر سمجھتے ہیں تو بظاہر یہ خیال ہوتا ہے کہ قرآن کی پہلی آیت میں شرک کی تردید، بتاؤں کی بے بسی اور ایک خدا پر ایمان لانے کا تذکرہ ہو جو قرآن کی دعوت کا خلاصہ ہے، یا قرآن کی پہلی آیت میں آخرت کا ذکر ہو جو ایمان کی اصل بنیاد ہے، یا قرآن کی پہلی آیت میں نبوت و رسالت کا اعلان ہو جس پر اسلام کی پوری عمارت کھڑی ہے، یا قرآن کی پہلی آیت میں ظلم و تشدد اور حسد و کینہ کی مذمت بیان کی جائے جو عرب سماج کے مزاج میں داخل ہو چکی ہے، لیکن میں قربان جاؤں اسلام کے نظام تعلیم پر کہ قرآن کی پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ پوری انسانیت کو تعلیم کی طرف متوجہ کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

إِقْرَأْ أَسْمَءِ رَبِّكَ الَّذِي
خَلَقَ، خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ
عَلْقٍ، إِقْرَأْ أَرْبُكَ الْأَكْرَمُ، الَّذِي
عَلِمَ بِالْقَلْمَنْ (سورة العلق: ۱-۳)

پڑھئے اپنے اس رب کے نام سے جس نے انسان کو جنم ہوئے خون کے لوھڑے سے پیدا کیا، پڑھئے اور آپ کا رب بڑا کریم ہے جس نے قلم کے ذریعہ تعلیم دی۔

ملت اسلامیہ کی مقدس شہزادیوں!

ان آیات سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ اسلام کی پہلی وحی اور خدا کے پہلے پیغام میں انسانیت کو جس بات کی دعوت اور جس عمل کی ترغیب دی گئی ہے وہ تعلیم ہے، کیوں کہ تعلیم انسان کی بنیادی ضرورتوں میں سے ایک اہم ضرورت ہے جس کے بغیر انسان ایک قدم بھی آگے نہیں بڑھ سکتا ہے، کسی بھی قوم اور معاشرہ کے لئے تعلیم ہی اعزاز کا باعث ہوا کرتی ہے، تعلیم ہی وہ چیز ہے جو انسان کو دوسرا تمام مخلوقات سے ممتاز کرتی ہے، تعلیم ہی کی بدولت کوئی بھی قوم دنیا میں قیادت کے منصب کو حاصل کر سکتی ہے، تعلیم ہی سے عقل و شعور کی سطح اوپر چیز ہوتی ہے، تعلیم ہی سے انسان کا اخلاقی معیار بلند ہوتا ہے، تعلیم ہی وہ سرچشمہ ہے جس سے تمام بھلائیاں پھوٹی اور تمام برا بیوں کا خاتمه ہوتا ہے، الغرض! انسانی زندگی کا کوئی بھی شعبہ ایسا نہیں ہے جس میں تعلیم کی ضرورت نہ پڑتی ہو۔

ملت اسلامیہ کی غیور بیٹیوں!

علم کی فضیلت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ دنیا کی برگزیدہ ہستیاں انبیاء کرام کی جماعت علم ہی کی وجہ سے عظیم مرتبہ اور مقام پر فائز ہوئی ہیں، چنانچہ اسی علم کی بدولت اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ وہ حضرت آدم کو سجدہ کریں، قرآن کہتا ہے ﴿وَعَلِمَ آدَمُ الْأَسْمَاءَ كُلُّهَا﴾ (آل بقرہ: ۱۳) اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کو تمام چیزوں کے نام سکھلا دیئے، یہی وہ علم ہے جس کی بدولت حضرت یوسف علیہ السلام غلامی کی زنجیر سے نکل کر مصر کے تخت پر فائز ہوئے، قرآن کہتا ہے ﴿وَيُعَلِّمُكَ مِنْ قَوِيلٍ

الأَحَادِيث (یوسف: ۶) اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف کو خواب کی تعبیر کا علم عطا کیا تھا، یہی وہ علم ہے جس کی بدولت ایک ولی حضرت خضر کو ایک جلیل القدر نبی حضرت موسیٰ کلیم اللہ کا استاذ بننے کا شرف حاصل ہوا، قرآن کہتا ہے ﴿وَعَلِمَنَاهُ مِنْ لَذْنَا عِلْمًا﴾ (الکھف: ۲۵) ہم نے خضر کو اپنی طرف سے ایک خاص علم عطا کیا تھا، یہی وہ علم ہے جس سے نبی اکرم ﷺ کو سفر فراز کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس کو فضل عظیم قرار دیا، ارشاد رباني ہے ﴿وَعَلِمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمْ، وَ كَانَ فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا﴾ (النساء: ۱۱۳) اللہ نے آپ کو ان چیزوں کا علم عطا کیا جو آپ نہیں جانتے تھے اور اللہ تعالیٰ کا آپ پر بہت بڑا فضل ہے۔

آقا سے محبت کرنے والی بہنو!

علم کی انھیں فضیلتوں کی وجہ سے نبی اکرم ﷺ نے اپنے بے شمار اقوال میں علم سیکھنے کی ترغیب اور طلب علم کی فضیلت و اہمیت کو بیان کیا ہے، چنانچہ آپ ﷺ علم کو ضروری قرار دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں ﴿ طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَىٰ كُلِّ مُسْلِمٍ﴾ (ابن ماجہ: ۲۲۳) علم سیکھنا ہر مسلمان پر فرض ہے، آپ ﷺ علم سیکھنے اور سکھلانے کی نصیحت کرتے ہوئے حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے ارشاد فرماتے ہیں: ﴿ تَعْلَمُوا الْعِلْمَ وَعَلِمُوهُ النَّاسُ ﴾ (سنن الدارمی: ۲۲۷) علم سیکھو اور دوسرے لوگوں کو علم سکھاؤ، آپ ﷺ طلب علم کے سفر کو جہاد کے سفر سے تشبیہ دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں ﴿ مَنْ خَرَجَ فِي طَلَبِ الْعِلْمِ فَهُوَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ حَتَّىٰ يَرْجِعَ ﴾ (ترمذی: ۲۶۳) جو شخص علم کی تلاش میں نکلے تو وہ اللہ کے راستے میں ہے حتیٰ کہ وہ اپنے گھر لوٹ جائے، آپ ﷺ علم کی خاطر سفر کرنے پر جنت کی بشارت دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں ﴿ مَنْ سَلَكَ طَرِيقًا يَأْتِمِسُ فِيهِ عِلْمًا سَهَلَ اللَّهُ لَهُ طَرِيقًا إِلَى الْجَنَّةِ ﴾ (ترمذی: ۲۶۳۶) جو شخص علم کی تلاش میں کسی راستے پر

چلے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کے راستے کو آسان بنادیں گے، آپ ﷺ علم سیکھنے کو گناہوں کا کفارہ قرار دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں ﴿مَنْ طَلَبَ الْعِلْمَ كَانَ كَفَارَةً لِمَا مَضِيَ﴾ (ترمذی: ۲۶۲۸) جو شخص علم حاصل کرے تو اس کے گذشتہ صغیرہ گناہ معاف کر دیئے جائیں گے، آپ ﷺ نفلی نماز پر علم کو فوقيت دیتے ہوئے حضرت ابوذر سے فرماتے ہیں کہ اے ابوذر! کتاب اللہ کی ایک آیت سیکھنا تمہارے لئے سورکعات نفل نماز پڑھنے سے بہتر ہے اور علم کا ایک باب سیکھنا تمہارے لئے ایک ہزار رکعات پڑھنے سے بہتر ہے۔ (ابن ماجہ: ۲۱۹)

میری پاکباز اور عرفت مآب بہنوں!

علم ایک ایسی روشنی ہے جو ان دھیرے میں بھٹکنے والے کی صحیح رہنمائی کرتی ہے، علم ایک ایسی خوشبو ہے جو انسان کے ذہن و دماغ کو ہمیشہ معطر رکھتی ہے، علم وہ موتی ہے جس کی چمک کبھی مانند نہیں پڑتی ہے، علم وہ پھول ہے جو کبھی مر جھاتا نہیں ہے، علم وہ دولت ہے جو انسان کو زندگی بھر کے لیے مالا مال کر دیتی ہے، علم وہ ڈھال ہے جو جہالت سے انسان کی حفاظت کرتی ہے، علم انبیاء کرام کی وراثت ہے اور علم ہی کی بدولت انسان را حق پر گامزن رہ سکتا ہے۔

گلشنِ اسلام کی نوشگفتہ کلیوں!

آخر میں اس پیغام کے ساتھ میں اپنی بات مکمل کرتی ہوں کہ ہمارے پاس رہائش کے لئے گھر ہو یانہ ہو، زندگی بسر کرنے کے لئے مال و دولت ہو یانہ ہو، تن چھپانے کے لئے کپڑا ہو یانہ ہو، الغرض! ہم جس حال میں بھی ہوں اور جن تکالیف سے بھی دوچار ہوں، ہمیں ان تمام حالات میں سب سے پہلے اپنی اور اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت کی فکر کرنی چاہئے، اللہ ہم سمجھوں کو اس عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمين ثم آمين۔

وآخر دعوا ان الحمد لله رب العالمين

قرآن مجید کی خصوصیات

الْحَمْدُ لِلّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ
 عَلَى سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ، مُحَمَّدٌ وَآلُهُ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ، أَمَّا بَعْدُ: إِفَاعُوذُ
 بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَنِ الرَّجِيمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ: الْمُ، ذَلِكَ
 الْكِتَابُ لَا رَيْبٌ فِيهِ، هُدًى لِلْمُتَّقِينَ. (سورة البقرة: ۱، ۲)

میری قابل احترام سہیلیوں!

آج میں آپ کے سامنے اس مقدس اور بارکت کتاب کا تذکرہ کرنا چاہتی ہوں جو خیر و برکت سے مالا مال اور ہدایت و حکمت سے لبریز ہے، جوشک و شبہ سے بالاتر اور حق و باطل کے درمیان فرق کرنے والی کتاب ہے، جو جہالت کے اندر ہیروں سے نکال کر شمع ہدایت سے منور کرنے والی کتاب ہے، جو خدا تعالیٰ کا کلام اور حقائقیت اسلام کی واضح دلیل ہے، جو کتاب خدا تعالیٰ کی وحدانیت کے فیضان کو عام کرنے کا ذریعہ ہے، جو کتاب ظلمت و جہالت، کفر و شرک اور تمرد و سرکشی سے دور رکھنے کا آلہ ہے، جو کتاب خیر و شر، حلال و حرام اور جائز و ناجائز کے درمیان انتیاز کرنے کا ایک بے مثال اور منفرد واسطہ ہے، جس مقدس اور پاکیزہ کتاب کو دنیا "قرآن مجید" کے نام سے جانتی ہے۔

ملت اسلامیہ کی مقدس شہزادیوں!

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی وہ بے مثال اور لازوال کتاب ہے جو رب ذوالجلال نے اپنے مقرب فرشتے حضرت جبریل کے ذریعہ صرف ۲۳ رسال کی قلیل مدت میں آپ ﷺ پر نازل فرمائیں وہ عظیم انقلاب برپا کر دیا کہ آج تک کوئی بھی شاعر، کوئی بھی مصنف، کوئی بھی ادیب، کوئی بھی خطیب اور کوئی بھی فصح انسان شخص نہ تو اس جیسی کتاب لکھ سکا ہے، نہ اس جیسی ایک سورت لکھ سکا ہے اور نہ ہی اس جیسی ایک آیت لکھ سکا ہے، نہ کل لکھ سکا تھا، نہ آج لکھ رہا ہے اور نہ ہی قیامت تک کوئی لکھ

سکے گا، اس لئے کہ قرآن مجید کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہ خصوصیات و امتیازات حاصل ہیں جو دنیا کی کسی بھی کتاب کو حاصل نہیں ہیں۔ آئیے! ہم قرآن مجید کی چند خصوصیات کا خود قرآن مجید کی آیات کی روشنی میں جائزہ لیتے ہیں۔

اللہ کی فرمان بردار اسلامی بہنوں!

قرآن مجید اپنے بلند مقام کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہتا ہے ﴿تَنْزِيلٌ مِّنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ (سورۃ الواقعہ: ۸۰) اور کہیں کہتا ہے ﴿تَنْزِيلُ الْكِتَابِ مِنَ اللَّهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ﴾ (سورۃ الجاثیہ: ۲) یعنی میں اس اللہ کا کلام ہوں جو رب العالمین، زبردست غلبہ والا اور حکیم ہے، قرآن مجید اپنی حقانیت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہتا ہے ﴿ذِلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيهِ﴾ (سورۃ البقرۃ: ۲) میں ایسی کتاب ہوں جس میں شک و شبہ کی بالکل گنجائش نہیں ہے، قرآن مجید اپنی پاکیزگی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہتا ہے ﴿لَا يَمْسُهُ إِلَّا مُطَهَّرُونَ﴾ (سورۃ الواقعہ: ۷) کوئی بھی شخص بغیر وضو کے مجھے نہیں چھو سکتا ہے، قرآن مجید اپنی رحمت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہتا ہے ﴿وَنُزِّلَ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَرَحْمَةٌ لِلْمُؤْمِنِينَ﴾ (سورۃ بنی اسرائیل: ۸۲) میں مومنوں کو شفاء بخشنے والی اور رحمت والی کتاب ہوں، قرآن مجید اپنی طاقت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہتا ہے ﴿لَا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ﴾ (سورۃ حم السجده: ۳۲) باطل افکار و نظریات نہ تو سامنے سے مجھ میں داخل ہو سکتے ہیں اور نہ ہی پیچھے سے، قرآن مجید اپنی فصاحت و بلاغت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہتا ہے ﴿قُلْ لَئِنِ اجْتَمَعَتِ الْأَنْسُ وَالْجِنُّ عَلَى أَنْ يَأْتُوا بِمِثْلِ هَذَا الْقُرْآنِ لَا يَأْتُونَ بِمِثْلِهِ وَلَوْ كَانَ بَغْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيرًا﴾ (سورۃ بنی اسرائیل: ۸۸) دنیا کے سارے انسان و جنات ایک دوسرے کے ساتھ مل کر اور ایک دوسرے کا مددگار بن کر بھی مجھ جیسی کتاب نہیں لکھ سکتے ہیں، قرآن اپنے احکامات

وہدایات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہتا ہے ﴿قُلْ مَا يَكُونُ لِي أَنْ أَبْدَلَهُ مِنْ تِلْقَائِ نَفْسِي﴾ (سورہ یونس: ۱۵) میری آیات وہدایات اور حکامات میں تبدیلی کرنے کا اختیار کسی کو بھی نہیں ہے، قرآن مجید اپنی عظمت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہتا ہے ﴿وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا إِلَهُ وَأَنْصِتُوا لَعْلَكُمْ تُرْحَمُونَ﴾ (سورہ الاعراف: ۲۰۳) جب مجھے پڑھا جائے تو تم خاموش ہو جاؤ اور مجھے غور سے سنو، ہو سکتا ہے کہ اس کی وجہ سے تم پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں نازل ہوں، قرآن مجید اپنے دوام اور بقاء کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہتا ہے ﴿إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الْذِكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ﴾ (سورہ الحج: ۹) میں قیامت تک محفوظ رہنے والی کتاب ہوں۔
میری قابل اکرام ماؤں اور بہنوں!

جب ہم قرآن مجید کی خصوصیات و امتیازات کی طرف نظر کرتی ہیں تو ہمیں چڑھتے سورج کی طرح یقین ہو جاتا ہے کہ قرآن وہ مقدس کتاب ہے جو رہتی دنیا تک کے انسانوں کے لئے سراپا پاہدایت و رحمت ہے، قرآن وہ عظیم الشان کتاب ہے جس نے رسول کی رسالت کو اعزاز بخشنا، قرآن وہ معجزاتی کتاب ہے جس کی برکت سے جنات و شیاطین کا آسمانوں پر جانا بند ہوا، قرآن وہ بے مثال کتاب ہے جو صداقت و دیانت، بھلائی و خیرخواہی، بھائی چارگی و غم گساری، صلح و آشتی، تواضع و انکساری، تقوی و پرہیزگاری کا درس دیتا ہے، قرآن وہ زندہ جاوید کتاب ہے جس کی تلاوت سے انسان ہشاش بشاش رہتا ہے، جس کی تلاوت سے ذہن بڑھتا ہے، جس کی تلاوت سے حافظہ مضبوط ہوتا ہے، جس کی تلاوت سے حلاوت و لذت اور مٹھاں حاصل ہوتی ہے، جس کی تلاوت سے قلب کا زنگ دور ہوتا ہے، جس کی تلاوت میں دلوں کے واسطے فرحت و بشاشت کا سامان ہے، قرآن وہ بے نظیر کتاب ہے جس کی نظیر پیش کرنے سے ساری دنیا عاجز و قاصر ہے، قرآن وہ لا زوال کتاب ہے جس کا مثل پیش

کرنے سے عرب کے فصح و بلیغ اور زبان دانی کا دعویٰ کرنے والوں نے گھٹنے نیک دیئے، قرآن خزینہ ہدایت کی وہ فقید المثال کتاب ہے جس نے گمراہی اور ظلم و جور کے دلدل میں عدل و انصاف قائم کر کے ظلم و زیادتی کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا۔

جامعہ ہذا کی نیک طینت اور ہونہار بہنوں!

یہی وہ قرآن ہے جس نے کفر و شرک کے انہیروں میں علم و عمل کا چراغ روشن کر کے پوری انسانیت کو زندگی بسر کرنے کا سلیقہ سکھلایا، یہی وہ قرآن ہے جس نے مغربی تہذیب و تمدن کا لکیجہ چاک کر کے اسلامی تہذیب سے پوری دنیا کو منور کیا، یہی وہ قرآن ہے جس نے اپنے فیضان و برکات سے پوری دنیا کو منور و تابناک کیا، یہی وہ قرآن ہے جس نے گونگوں کو زبان اور فصاحت و بلاغت کا امام بنادیا، یہی وہ قرآن ہے جس نے بعلم لوں اور بد کرداروں کو تقویٰ کا پیکر اور عبادت کا خوگر بنادیا، یہی وہ قرآن ہے جس کی بدولت عرب کے بوریہ شیں خانہ بدشوش کو رضی اللہ عنہم و رضوانہ کے لقب سے نوازا گیا۔

ملت اسلامیہ کی غیور بیٹیوں!

آخر میں اس پیغام کے ساتھ میں اپنی بات مکمل کرتی ہوں کہ اگر ہم ہدایت کی طلب گار ہیں اور سکون و اطمینان والی زندگی چاہتی ہیں؛ تو ہمیں قرآن مجید کو اپنے سینے میں بسانا ہوگا، قرآن مجید کی تلاوت سے اپنے قلب کو منور کرنا ہوگا، اپنے بچوں کو قرآنی تعلیمات سے وابستہ کرنا ہوگا، تب ہی جا کر ہم کامیاب ہو سکتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان باتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

وَآخِرُ دُعَوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ.



موت کا بھی انک منظر

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ . وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ . وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ، مُحَمَّدٍ وَالٰهِ وَصَاحِبِهِ أَجْمَعِينَ . أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَنِ الرَّجِيمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ: كُلُّ نَفْسٍ ذَائقَةُ الْمَوْتِ . (سورة آل عمران: ۱۸۵)

ملت اسلامیہ کی مقدس شہزادیوں!

آج میں آپ کے سامنے ایک ایسے موضوع پر لب کشائی کرنے کی جسارت کر رہی ہوں جس کے برحق اور اٹل ہونے میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے، جس کی صداقت پر دنیا کے کسی بھی خطے اور کسی بھی مذہب میں اختلاف نہیں ہے، جس کا مشاہدہ ہر انسان اپنے سر کی دونوں آنکھوں سے دن رات اپنے محلے اور گلی کو چوں میں کرتا رہتا ہے، جس کا انکار کرنا سورج کی روشنی، چاند کی چاندنی، آسمان کی بلندی، زمین کی پستی، پہاڑ کی سختی، روئی کی نرمی، دن کے اجائے اور رات کے اندر ہیرے کا انکار کرنے کے برابر ہے، جس کے بارے میں ارشادِ ربانی ہے ﴿كُلُّ نَفْسٍ ذَائقَةُ الْمَوْتِ﴾ (آل عمران: ۱۸۵) ہر جاندار کو موت کا مزہ چکھنا ہے، جس کی حقیقت سورہ رحمن میں یوں بیان کی گئی ہے ﴿كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانِ، وَيَقْرَى وَجْهَ رَبِّكَ ذُو الْجَلَلِ وَالْأَكْرَامِ﴾ (سورہ الرحمن: ۲۶، ۲۷) زمین پر ہنے والی ہر چیز فنا ہو جائے گی، صرف تیرے رب کی ذات باقی رہے گی جو بلندشان اور عظمت و رفت و لا ہے۔

میری قابل صد احترام سہیلیوں!

مذکورہ بالا دونوں آیتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ موت کے چنگل سے دنیا کا کوئی بھی فرد، دنیا کی کوئی بھی قوم، دنیا کا کوئی بھی گروہ، دنیا کا کوئی بھی ملک اور دنیا کی کوئی بھی حکومت و سلطنت اپنے آپ کو نہیں بچا سکتی ہے، یہ آیتیں ہمیں بتارہی ہیں کہ موت

کے لمبے ہاتھ مسلمان سے لیکر کفار تک، انبیاء سے لیکر اولیاء تک، عالم سے لیکر جاہل تک، امیر سے لیکر غریب تک، مرد سے لیکر عورت تک، بچہ سے لیکر بوڑھا تک، عقائد سے لیکر پاگل تک، انسان سے لیکر جانور تک ہر ایک کے پاس پہنچتے ہیں، ان آئیوں میں ہمارے لئے یہ سبق ہے کہ موت نہ تو فرعون جیسے متکبر کو چھوڑتی ہے اور نہ ہی موسیٰ جیسے کلیم اللہ کو بخشتی ہے، موت نہ تو نمرود جیسے کافر بادشاہ کو چھوڑتی ہے اور نہ ہی ابراہیم جیسے خلیل اللہ کو چھوڑتی ہے، موت کی نظر میں لقمان و ارسٹو جیسے حکیم اور ابو جہل و ابو لهب جیسا نادان سب برابر ہے، موت سے نہ تو اللہ کا نافرمان بندہ محفوظ رہا اور نہ ہی اس سے کائنات کی برگزیدہ ہستیاں محفوظ رہیں۔

ناموس رسالت کی علم بردار بیٹیوں!

اللہ رب العزت کی مقدس کتاب "قرآن مجید" بیانگ دہل یہ اعلان کر رہا ہے کہ موت کو کسی بھی چیز کے ذریعہ نہیں ٹالا جاسکتا ہے، فرمان باری ہے ﴿فَإِذَا جَاءَ أَجَلُهُمْ لَا يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً وَ لَا يَسْتَقْدِمُونَ﴾ (سورۃ النحل: ۶۱) پس جب ان کا وقت مقرر آجائے گا تو یہ لوگ اس سے ایک گھری نہ پیچھے ہوں گے اور نہ آگے ہوں گے، اس آیت میں اس حقیقت کی طرف واضح اشارہ موجود ہے کہ جب انسان کی موت کا وقت آ جاتا ہے تو دنیا کی کسی بھی چیز کے ذریعہ اس کو ٹال دینا، اس سے بھاگ جانا، اس سے بچ جانا اور اس سے اپنی جان چھڑالینا ممکن نہیں ہے، کیوں کہ موت کو اگر حکومت کے ذریعہ ٹالنا ممکن ہوتا تو فرعون کو کبھی بھی موت نہیں آتی، موت کو اگر وزارت کے ذریعہ روکا جاسکتا تو ہامان اور محمود کو کبھی بھی موت نہیں آتی، موت کے چنگل سے اگر قوت و طاقت کے زور پر بچ جانا ممکن ہوتا تو رستم اور سہرا ب کبھی بھی نہیں مرتے، موت کو اگر حکمت و دانائی کے ذریعہ ٹالنا ممکن ہوتا تو لقمان اور ارسٹو کو کبھی بھی موت نہیں آتی، موت اگر نبوت و رسالت کے ذریعہ کچھ رک جانے والی چیز ہوتی تو سرویر کائنات کو کبھی بھی موت نہیں آتی۔

اس حقیقت سے آگاہ ہو جاؤ کہ اس دارِ فانی سے ہر جاندار کو کوچ کر کے عالم آخرت کی طرف جانا ہے، اس حسین دنیا کو آباد کرنے والے ہر جاندار کو فنا ہونا ہے، اس کائنات میں بسنے والے ہر جاندار کو موت سے ہم آغوش اور موت کا کڑوا گھونٹ پینا ہے، کیوں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کے علاوہ کسی بھی چیز کو بقاء اور دوام حاصل نہیں ہے۔

اس بات کو مت بھولو کہ موت بڑی خوفناک چیز ہے، دل دہلا دینے والی ہے، ہوش اڑا دینے والی ہے، اوسان خطا کر دینے والی ہے، لذتیں مٹا دینے والی ہے، چیزوں و سکون ختم کر دینے والی ہے، راحت و آرام رخصت کر دینے والی ہے، شہروں کو ویران اور بستیوں کو اجادہ دینے والی ہے، محلوں کو تباہ و بر باد کر دینے والی ہے۔

اس حقیقت سے غافل مت رہو کہ موت باپ اور بیٹی میں، ماں اور بیٹی میں، بھائی اور بہن میں، شوہر اور بیوی میں، عاشق اور معشوق میں، استاذ اور شاگرد میں، رعایا اور حاکم میں تفریق اور جدا ہنگی کر دینے والی ایک بے رحم چیز ہے۔

اس بات سے اچھی طرح خبردار ہو جاؤ کہ موت کی نظر میں نہ امیر و غریب کی تفریق ہے، نہ بادشاہ و رعایا کی، نہ حاکم و مکوم کی، ہر ایک کو اسی خاک میں سونا ہے، ہر ایک کو انھیں مراحل سے گذرنا ہے، ہر ایک کی سانس اکھرنے والی ہے، ہر ایک پر عالم نزع طاری ہونے والا ہے، ہر ایک کے ہاتھ پاؤں کی طاقت جواب دینے والی ہے، ہر ایک کے دل کی دھڑکن بند ہونے والی ہے، ہر ایک سے اس کا محبوب جدا ہونے والا ہے، ہر ایک کے پاس سے اس کا مال اور اس کی دولت ختم ہونے والی ہے، ہر ایک کو وحشت و تہائی کے گھر، سانپ اور بچھوؤں کے گھر یعنی قبر سے سابقہ پڑنے والا ہے۔

جامعہ ہذا کی ہونہار بہنوں!

حضرت انسؑ فرماتے ہیں کہ زمین ہر دن یہ اعلان کرتی ہے کہ اے آدم کی

اولاد! تو میری پیٹھ پر چل رہا ہے مگر تیراٹھ کانہ میرا پیٹ ہے، تو میری پیٹھ پر گناہ کر رہا ہے مگر تجھے عذاب میرے پیٹ میں ہوگا، تو میری پیٹھ پر خوب نہس رہا ہے مگر میرے پیٹ میں آکر اسی طرح رونا ہے، تو میری پیٹھ پر خوب خوشیاں منارہا ہے مگر میرے پیٹ میں غمگین رہے گا، تو میری پیٹھ پر خوب شوق سے مال جمع کر رہا ہے مگر میرے پیٹ میں ندامت اٹھائے گا، تو میری پیٹھ پر آرام سے حرام مال کھا رہا ہے مگر میرے پیٹ میں تجھے کیڑے کھانے پڑیں گے، تو میری پیٹھ پر تکبر سے چل رہا ہے مگر میرے پیٹ میں توذلیل اور رسوا ہوگا، تو میری پیٹھ پر بڑے سرو اور فخریہ انداز سے چل رہا ہے مگر میرے پیٹ میں تو معموم اور پریشان رہے گا، تو میری پیٹھ پر روشنی میں چل رہا ہے مگر میرے پیٹ میں تجھے اندر ہیرے میں رہنا ہوگا، تو میری پیٹھ پر مجموعوں میں رہتا ہے مگر میرے پیٹ میں تجھے تہارہنا ہوگا۔

اس لیے میری قابل اکرام ماوں اور بہنوں! اب ہوش میں آجائو! غفلت کی زندگی سے توبہ کرو، اللہ کی ذات سے محبت کرو، اس فانی زندگی کے جھمیلوں میں پڑ کر اپنی دامنی زندگی کو بر بادمت کرو، کیوں کہ یہ حسین و نگین دنیا، یہ عیش و عشرت کے سامان، یہ بارونق بازار، یہ نظر کو خیرہ کرتی ہوئی تہذیب، یہ بھڑ کیلے لباس، یہ چمچاتے زیورات، یہ ہنستے مسکراتے اور قہقہے لگاتے چہرے، یہ عالیشان عمارتیں، یہ آسمان کو چھوتی ہوئی بلند نگین، یہ اوپرے اوپرے محلات، یہ حویلیاں اور بالاخانے، یہ پھولوں اور پھلوں سے لدے ہوئے باغات، یہ وسیع و عریض شاہراہیں، یہ لمبی چوڑی سڑکیں، یہ سیر و تفریح اور کھیل کو د کے میدان، الغرض! دنیا کی جتنی بھی حسین، دلفریب اور دلکش چیزوں ہمیں نظر آ رہی ہیں وہ ایک نہ ایک دن ختم ہونے والی ہیں، اس لیے ان چیزوں سے دل مت لگاؤ، بلکہ مرنے سے پہلے موت کی تیاری کرو، اللہ تعالیٰ ہمیں ان تمام باتوں پر عمل کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا أَبْلَاغُ الْمُبِينُ

اسلام میں عورت کا مقام

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلٰامُ عَلٰى سَيِّدِ
 الْمُرْسَلِينَ، مُحَمَّدٌ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ。أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ
 الرَّحِيمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ، وَعَاشُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ。 (النساء: ۱۹)
 ملت اسلامیہ کی غیور بیٹیوں!

آج پوری دنیا میں اسلام کے خلاف سازشیں رچنے والے، قرآنی دستور پر انگلیاں اٹھانے والے، حقوق نسوں کے نام نہاد علم بردار اور آزادی نسوں کا لفڑیب نعروہ بلند کرنے والے حضرات؛ اسلام پر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ اسلام میں عورت کا کوئی مقام و مرتبہ نہیں ہے، اسلام عورتوں کی آزادی کا دشمن ہے، اسلامی معاشرہ میں عورت کی کوئی حیثیت نہیں ہے، اسلام نے عورت کو پردہ کی زنجیر میں باندھ کر اسے گھروں میں قید کر کے رکھ دیا ہے اور اس کی فطرت آزادی کو چھین لیا ہے، الغرض! اس قسم کے بے شمار الزامات اسلام پر لگاتے ہیں، تو آئیے! آج کی اس مبارک اور پر نور محفل میں ہم انھیں اعتراضات کا تاریخ کی روشنی میں جائزہ لیتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ مذہب اسلام نے عورت کو کیا عزت بخشی ہے اور اسلام سے پہلے دیگر مذاہب میں عورت کی کیا حیثیت تھی۔

میری نیک طینت اور عفت مآب بہنوں!

جب ہم تاریخ کا مطالعہ کرتی ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ اسلام سے پہلے پوری دنیا اور تمام مذاہب میں عورتوں پر ظلم و ستم کے وہ پہاڑ توڑے جاتے تھے کہ جن کے بارے میں پڑھ کر ذہن و ضمیر کا نپ اٹھتا ہے، جن کے بارے میں سوچ کر بدن کے رو نگئے کھڑے ہو جاتے ہیں، جن کی داستان سن کر ایک دردمند انسان کا دل رنج و غم سے مکڑے مکڑے ہو جاتا ہے اور کلیجہ منہ کو آنے لگتا ہے۔

اسلام کی آمد سے قبل قدیم یونان میں عورت کو شیطان کی بیٹی اور نجاست کا مجسمہ

سمجھا جاتا تھا، وہ غلاموں اور جانوروں کی طرح بازاروں میں پیچی جاتی تھی، میراث میں عورت کا کوئی حصہ نہیں ہوتا تھا، مال و جائداد کی طرح وراثت میں عورت بھی تقسیم ہوتی تھی، رومیوں نے عورت کو جانور کا مقام دیا تھا اور نکاح کو عورت کے خریدنے کا ذریعہ سمجھا جاتا تھا، معمولی قصور پر عورت کو قتل کر دیا جاتا تھا، یہودیوں کا ایک گروہ عورت کو انسان ہی نہیں تصور کرتا تھا، ان کا خیال تھا کہ عورت جانوروں کی ایک شکل ہے جنہیں مردوں کی خدمت کرنے کے لیے پیدا کیا گیا ہے۔

(نداء منبر و محراب: ۲۸۳/۱، معارف القرآن: ۵۲۸/۱)

لیکن جب اسلام آیا تو دنیا بھر کی ستائی ہوئی عورتوں کی قسمت کا ستارہ چمک اٹھا، وہ عورت جس کو جانوروں سے زیادہ حقیر سمجھا جاتا تھا نبی اکرم ﷺ نے اس کے بارے میں فرمایا ﴿حُبِّتَ إِلَيْيَ مِنَ الدُّنْيَا النِّسَاءُ وَالطَّيِّبُ﴾ (سنن النسائي: ۹۳۹) یعنی میرے لئے دنیا کی چیزوں میں سے عورت اور خوبصورت محبوب بنائی گئی ہے، وہ عورت جو اپنی بے بسی اور بے کسی پرروتی اور بلبلاتی رہتی تھی اس کے ساتھ حسن سلوک اور مشقانہ برداود کا حکم دیتے ہوئے قرآن نے کہا ﴿وَعَاشُرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ﴾ (سورة النساء: ۱۹) یعنی تم ان عورتوں کے ساتھ اچھی طرح زندگی گذارو، وہ عورت جس کو یہودیوں کا ایک گروہ انسان بھی نہیں سمجھتا تھا اور جس کو معمولی قصور پر قتل کر دیا جاتا تھا قرآن نے اس کی عظمت اور اس کے حقوق کو بیان کرتے ہوئے کہا ﴿وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ﴾ (سورة البقرة: ۲۲۸) یعنی جس طرح عورتوں پر مردوں کے حقوق ہیں، ایسے ہی مردوں پر عورتوں کے حقوق بھی ہیں، وہ عورت جن کے زخموں پر مرد ہم رکھنے والا، جن کی فریاد کو سننے والا اور جن کی مظلومیت کے آنسو کو پوچھنے والا دور دوڑ تک نظر نہیں آتا تھا نبی اکرم ﷺ نے مرتبے وقت بھی ان کا خیال رکھا اور اپنی تمام امت کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا ﴿إِسْتَوْصُوا بِالنِّسَاءِ خَيْرًا﴾ (بخاری: ۳۳۳) کہ تم عورتوں کے ساتھ اچھا سلوک کیا کرو۔

لیکن افسوس صد افسوس!!! جس اسلام نے عورت کو ذلت و پستی سے نکال کر عزت و رفتہ کا مقام عطا کیا، جس اسلام نے عورت کو غلامی کی زنجیر سے نکال کر آزادانہ حقوق عطا کئے؛ آج اسی اسلام پر عورت کے حقوق کو ضائع کرنے کا الزام لگایا جاتا ہے۔
گلشنِ اسلام کی نو شگفتہ کلیوں!

تاریخ شاہد ہے کہ اسلام سے پہلے ملک عرب میں بیٹیوں کو زندہ دفن کرنے کا رواج عام تھا، چنانچہ تفسیر میں لکھا ہوا ہے کہ جب کسی شخص کے گھر میں بیٹی پیدا ہوتی تھی اور وہ اس کو دفن کرنے کے بجائے زندہ رکھنا چاہتا تھا تو ایسے شخص کو اون یا بکریوں کے بالوں کا بنا ہوا جبہ پہنادیا جاتا اور جنگل میں اسے اونٹ اور بھیڑ بکریاں چرانے پر مقرر کر دیا جاتا، تاکہ اسے کوئی دیکھنہ سکے کہ اس کے گھر میں بیٹی موجود ہے۔

(اسلام میں عورت کا مقام، قاضی عبدالرازاق چشتی: ۲۰)

یہی وجہ تھی کہ جس شخص کے گھر بیٹی پیدا ہوتی تھی وہ شرمندگی کے مارے اپنا چہرہ چھپائے پھرتا تھا اور اپنی نورِ نظر کو زیرِ زمین زندہ دفن کر دیتا تھا، قرآن مجید ان کے اس فتحِ عمل کو بیان کرتے ہوئے کہتا ہے ﴿وَإِذَا بُشِّرَ أَحَدُهُمْ بِالآنِشِي ظَلَّ وَجْهُهُ مُسْوَدًا وَهُوَ كَظِيمٌ، يَتَوَارَى مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوءِ مَا بُشِّرَ بِهِ، أَيُمْسِكُهُ عَلَى هُونِ أَمْ يَدْسُهُ فِي التُّرَابِ﴾ (سورة النحل: ۵۸، ۵۹) جس کا مفہوم یہ ہے کہ جب ان میں سے کسی کو لڑکی (کی پیدائش) کی خبر سنائی جاتی ہے تو اس کا چہرہ سیاہ ہو جاتا ہے اور وہ غصہ سے بھر جاتا ہے، وہ لوگوں سے اس بڑی خبر کی وجہ سے چھپتا پھرتا ہے جو اسے سنائی گئی ہے (وہ سوچنے لگتا ہے) کہ اپنی بیٹی کو ذلت و رسوانی کے ساتھ زندہ رکھے یا اسے مٹی میں زندہ دفن کر دے۔

لیکن جب اسلام آیا تو اسلام نے اس رسم کی صرف مخالفت ہی نہیں کی بلکہ بیٹیوں کی پورش کو باعثِ اجر و ثواب اور ان کے ساتھ حسن سلوک کو دخول جنت کا ذریعہ قرار دیا، محسن انسانیت رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے ﴿مَنْ عَالَ ثَلَاثَ

بناتِ، فَأَدْبَهُنَّ وَ زَوْجَهُنَّ وَ أَخْسَنَ إِلَيْهِنَّ فَلَهُ الْجَنَّةُ (ابوداؤد: کتاب الادب، ۷، ۱۴۵) یعنی جس شخص نے تین بیٹیوں کی پرورش کی، ان کو ادب سکھایا، ان کی شادی کرائی اور ان کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آیا تو اس کے لیے جنت واجب ہے۔
مذہب اسلام سے محبت کرنے والی بہنوں!

اسلام آنے سے پہلے جس طرح بیٹیوں پر ظلم و ستم کے پھاڑ توڑے جاتے تھے، اس سے کہیں زیادہ دردناک سلوک بیویوں کے ساتھ کیا جاتا تھا، چنانچہ عرب کے بعض قبیلوں میں یہ دستور تھا کہ شوہر کے انتقال کے بعد اس کی بیوی کو گھر سے باہر نکال کر ایک چھوٹے سے تنگ و تاریک جھونپڑے میں ایک سال تک قید میں رکھا جاتا تھا، وہ جھونپڑے سے باہر نہیں نکل سکتی تھی، ایک سال تک نہ غسل کر سکتی تھی نہ کپڑے بدل سکتی تھی، کھانا، پینا اور اپنی ساری ضرورتیں اسی جھونپڑے میں پوری کرنے پر مجبور تھی، بہت سی عورتیں تو گھٹ گھٹ کر مر جاتی تھیں اور جو عورت زندہ بچ جاتی تو ایک سال مکمل ہونے کے بعد اس کے آنچل میں اونٹ کی مینگنیاں ڈال دی جاتی تھیں اور اس کو مجبور کیا جاتا تھا کہ وہ کسی جانور کے بدن سے اپنی شرم گاہ کو رکھے، پھر سارے شہر کا اسی گندے لباس میں اس کو چکر لگوایا جاتا تھا اور ادھر ادھر اس سے اونٹ کی مینگنیاں پھینکوائی جاتی تھیں، یہ اس بات کا اعلان ہوتا کہ اس کی عدت ختم ہو گئی ہے۔

(اسلام میں عورت کا مقام، عبدالصطفی عظیمی: ۳، تحفۃ الالمعنی بقرف: ۹۱)

یہ تو عرب کے بعض قبیلوں کا حال تھا، لیکن اس سے بھی زیادہ وحشیانہ سلوک ہندو دھرم کے ماننے والے حضرات کیا کرتے تھے، ہندو دھرم کی کتابوں میں لکھا ہوا ہے: ہر عورت کے لیے فرض ہے کہ وہ زندگی بھر قسم کی خدمتیں کر کے پتی پوجا (یعنی اپنے شوہر کی پوجا) کرتی رہے اور شوہر کی موت کے بعد اس کی چتا کی آگ کے شعلوں پر زندہ لیٹ کر ستی ہو جائے، یعنی شوہر کی لاش کے ساتھ زندہ عورت کو بھی جلا دیا جائے، اور اس رسم پر باقاعدہ عمل بھی ہوا کرتا تھا۔ (اسلام میں عورت کا مقام: ۳)

لیکن جب اسلام آیا تو اسلام نے بیویوں کو وہ حقوق عطا کئے کہ دنیا کے تمام مذاہب میں اس کی نظیر نہیں ملتی ہے، چنانچہ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے ﴿خیارُكُمْ خِيَارُكُمْ لِإِنْسَاءِكُم﴾ (مسند احمد: ۱۰۱۰۶) یعنی تم میں سب سے بہتر وہ مومن ہے جو اپنی بیوی کے حق میں بہتر ہو۔
اسلام کی غیور اور ہونہار بیٹھوں!

ملک عرب میں شفقت و محبت کی پیکر ماں جیسی عظیم اور مقدس ذات کے ساتھ بھی ظلم کو جائز سمجھا جاتا تھا، چنانچہ ان کے یہاں یہ طریقہ صدیوں سے راجح تھا کہ باپ کے مرنے کے بعد اڑکا اپنے باپ کی جائیداد کی طرح اس کی بیوی یعنی اپنی سوتیلی ماں کا بھی وارث بن جاتا، اگر چاہتا تو اس کو جبرا بغیر مہرا دا کئے ہوئے اپنے نکاح میں رکھ لیتا اور چاہتا تو اس کی مرضی کے بغیر کسی دوسرے آدمی سے اس کی شادی کرادیتا اور مہر خود وصول کر لیتا، اور اگر چاہتا تو اس سے ساری عمریوں ہی بیوگی کی زندگی گذارنے پر مجبور کرتا اور مرنے کے بعد اس کی جائیداد کا اکیلا وارث بن جاتا، یہ ظالمانہ رسم صرف عرب ہی میں نہیں بلکہ یونان و روم میں بھی راجح تھی۔ (اسلام میں عورت کا مقام، قاضی عبدالرزاق چشتی: ۳۶)

لیکن جب اسلام آیا تو قرآن نے سوتیلی ماں کو حقیقی ماں کا درجہ دیتے ہوئے اس سے بھی نکاح کرنے کو حرام قرار دیا (سورۃ النساء: ۲۲) اور آپ ﷺ نے حقیقی اور سوتیلی ماں کا فرق کیے بغیر ماں کے ساتھ حسن سلوک کو دخول جنت کا ذریعہ اور ان کی نافرمانی کو حرام قرار دیتے ہوئے ارشاد فرمایا ﴿إِنَّ اللَّهَ حَرَمَ عَلَيْكُمْ حُقُوقَ الْأُمَّهَاتِ﴾ (بخاری: ۵۹۷۵) اللہ تعالیٰ نے تمہارے اوپر ماں کی نافرمانی کو حرام کر دیا ہے۔

لہذا اب بھی وقت ہے کہ مغربی مفکرین اسلام کا صحیح مطالعہ کریں، حقوق نسوں اور آزادی نسوں کی آڑ میں اسلام پر بے جا الزامات و اعتراضات کرنے سے بازاً جائیں۔
اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سماں کو قرآنی تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق بخشے، آمین۔

وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين

ماں کی ممتا اور شفقت

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ . وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ . وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ، مُحَمَّدٌ وَاللٰهُ وَصَاحِبِهِ أَجْمَعِينَ . أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوذُ بِاللٰهِ مِنَ الشَّيْطَنِ الرَّجِيمِ، بِسْمِ اللٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ: وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدِيهِ حُسْنًا . (سورة العنکبوت: ۸)

میری قابل صد احترام سہیلیوں !

آج میں آپ کے سامنے اس مقدس ہستی کا تذکرہ کرنا چاہتی ہوں جس کی پیشانی میں نور، جس کی آنکھوں میں ٹھنڈک، جس کی باتوں میں محبت، جس کے دل میں رحمت، جس کے ہاتھوں میں شفقت، جس کے پیروں میں جنت اور جس کی آغوش میں پوری دنیا کا سکون رکھ دیا گیا ہے، اس عظیم نعمت کا ذکر کرنا چاہتی ہوں جس کے بغیر گھر قبرستان کی طرح لگتا ہے، جس کی محبت کبھی بھی دکھلوے کے لیے نہیں ہوتی ہے، جس کا پیار سمندر کی مانند ہر وقت جوش میں رہتا ہے، جس کی محبت چٹان سے زیادہ مضبوط اور سمندر سے زیادہ گہری ہوتی ہے، جس کا رشتہ ہمیشہ رہنے والا رشتہ ہے، جسے دنیا ”ماں“ کے نام سے جانتی ہے۔

ملت اسلامیہ کی مقدس شہزادیوں !

شریعت اسلامیہ میں اللہ تعالیٰ کے بعد سب زیادہ حق ماں باپ کا ہے، چنانچہ قرآن مجید میں اللہ رب العزت نے بے شمار آیات میں اپنا حق بیان کرنے کے بعد ماں باپ کے حقوق کا ذکر کیا ہے، سورہ نساء میں اللہ رب العزت کا فرمان ہے ﴿وَاعْبُدُوا اللٰهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئاً وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا﴾ (سورہ النساء: ۳۶) اور تم اللہ کی عبادت کرو، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور والدین کے ساتھ بھلائی کرو، سورہ لقمان میں ارشاد باری ہے ﴿وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدِيهِ﴾ (سورہ لقمان: ۱۲) اور ہم نے

انسان کو اپنے والدین کے ساتھ بہتر برداشت کرنے کی تاکید کی ہے، سورہ عنکبوت میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ﴿وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا﴾ (سورہ عنکبوت: ۸) اور ہم نے انسان کو اپنے والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی تاکید کی ہے، الغرض! اس قسم کی بے شمار آیات ایسی ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنے ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کرنے، اپنے ماں باپ کے ساتھ شفقت و محبت سے پیش آنے اور ان کے ساتھ خیر خواہی و بھلائی کرنے کا حکم دیا ہے، جس سے شریعت اسلامیہ میں ماں باپ کے مقام اور بلند مرتبہ کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

ماں باپ کی عظمت اور بلند مقام کا اندازہ اس سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اولاد کو ماں باپ کو ڈانت ڈپٹ کرنے اور ان کو اُف تک کہنے سے بھی منع کیا ہے، ارشاد باری ہے ﴿وَقَضَى رَبُّكَ أَنْ لَا تَغْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا، إِمَّا يَلْعَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَيْهِمَا فَلَا تَقُلْ لَهُمَا أَفْوَهُ ۝ وَلَا تَنْهِرْهُمَا وَقُلْ لَهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا، وَأَخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلُّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا﴾ (بنی اسرائیل: ۲۳) اس آیت کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو یہ حکم دیا ہے کہ وہ صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے اور اپنے والدین کے ساتھ حسن سلوک کرے، اگر والدین میں سے دونوں یا ان میں سے کوئی ایک؛ اولاد کے سامنے بڑھاپے کی عمر کو پہنچ جائے تو اولاد کے لیے اس بات کی اجازت نہیں ہے کہ وہ کسی بات پر غصہ ہو کر ان کو اُف کہے اور نہ ہی ان کو جھٹکنے اور ڈالنٹنے کی اجازت ہے، بلکہ اولاد پر لازم ہے کہ وہ اپنے ماں باپ سے نرمی سے گفتگو کرے اور اولاد کو چاہئے کہ وہ ماں باپ کے سامنے شفقت اور رحمت سے پیش آئے اور ان کے لیے خدا تعالیٰ کے حضور یہ دعا کرے کہ اے اللہ! جس طرح میرے والدین نے بچپن میں میری پروردش کی، اسی طرح اے اللہ! تو میرے والدین پر ان کے بڑھاپے میں رحم و کرم فرم۔

جامعہ ہذا کی نیک طینت بہنوں!

ماں دنیا کی وہ عظیم ہستی ہے جس کی محبت کے سامنے ہر انسان کی محبت کم تر ہے، ماں جیسی محبت، ماں جیسا خلوص، ماں جیسا ایشارہ دنیا کا کوئی بھی شخص پیش نہیں کر سکتا، ماں کا پیار چاند کی طرح صاف اور شفاف ہوتا ہے، ماں کے سوا کوئی سچا اور مخلص رشتہ نہیں ہے، ماں کی شفقت اور محبت کی ٹھنڈی چھاؤں میں بیٹھ کر ہم دنیا کے تمام دکھ اور درد کو بھول جاتے ہیں، ماں اپنی اولاد کو کبھی بھی دکھ نہیں پہنچنے دیتی ہے، ماں کے ہاتھ اپنے بچوں کی سلامتی اور بھلائی کے لیے ہمیشہ خدا کے دربار میں اٹھے ہوئے ہوتے ہیں، ماں کا روپ اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہ خاص تخفہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت، فضل و کرم، برکت و راحت اور عظمت کی صفات کو شامل کر کے عرش سے فرش پر اتارا اور اس کی عظمت میں چار چاند لگا دیا، ماں کے قدموں تلے جنت دیکر اللہ تعالیٰ نے ماں کو مقدس اور اعلیٰ مرتبہ پر فائز کر دیا، ماں کی ہستی باپ سے زیادہ عظیم ہوتی ہے، ماں کی نافرمانی شرک کے بعد سب سے بڑا گناہ ہے، ماں کی دعائیں ہمارے لیے زندگی کا کل سرمایہ ہیں، ماں گھر کی روشنی اور گھر کی زینت ہے، ماں ہمارے لیے جنت کا راستہ ہے۔

گلشنِ اسلام کی نوشگفتہ کلیوں!

ماں کی ممتا اور شفقت کا اس سے بڑا ثبوت کیا ہوگا کہ نبی اکرم ﷺ اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں سے محبت کی مثال میں ماں کی محبت اور ماں کی ممتا کو پیش کرتے ہیں، ارشاد فرماتے ہیں ﴿اللَّهُ أَرْحَمُ بِعِبَادِهِ مِنْ هُذِهِ بِوَلَدَهَا﴾ (بخاری، کتاب الادب: ۵۹۹۹)، یعنی جس قدر ماں اپنی اولاد سے محبت کرتی ہے اس سے کہیں زیادہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے محبت کرتے ہیں، ماں کے مقام کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ اللہ کے حبیب ﷺ نے ماں کی نافرمانی کو شرک کے بعد سب سے بڑا گناہ قرار دیا ہے، حدیث میں ہے ﴿الَاخْبِرُ كُمْ بِأَكْبَرِ الْكَبَائِرِ، قَالُوا: بَلِى يَارَسُولَ اللَّهِ! قَالَ: الْإِشْرَاكُ بِاللَّهِ وَعَقُوقُ الْوَالِدَيْنِ﴾ (بخاری: ۶۲۷۳) حدیث

کا مطلب یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے صحابہؓ کرام سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا: کیا میں تمہیں بتاؤں کہ کبیرہ گناہوں میں سب سے بڑا گناہ کیا ہے؟ صحابہؓ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ضرور بتائیئے، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کبیرہ گناہوں میں سب سے بڑا گناہ شرک اور والدین کی نافرمانی کرنا ہے، ماں کی عظمت کے لیے یہ بات کافی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ماں کے قدم کے نیچے جنت ہونے کی بشارت دی ہے، ارشاد عالیٰ ہے ﴿إِنَّ الْجَنَّةَ تَحْتَ رِجْلَيْهَا﴾ (ساتھی: ۱۰۳) ماں کی عظمت و رفتہ اس سے بھی عیاں ہوتی ہے کہ آپ ﷺ نے حسن سلوک کا سب سے بہتر حق دار ماں کو قرار دیا ہے (بخاری: ۵۹۷) ماں کی شان اس سے بھی سمجھ میں آتی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ماں کی نافرمانی کرنے کو حرام قرار دیا ہے (بخاری: ۵۹۷۵) ماں کا رتبہ اس سے بھی سمجھ میں آتا ہے کہ آپ ﷺ نے ماں باپ کو اولاد کے لیے جنت و جہنم قرار دیا (ابن ماجہ: ۳۶۲۲) یعنی ماں باپ کی اطاعت کرنا جنت میں جانے کا اور ان کی نافرمانی کرنا جہنم میں جانے کا ذریعہ ہے، ماں کی عظمت کا پتہ اس سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ جو شخص اپنے ماں باپ کو محبت کی نگاہ سے جتنی بار دیکھتا ہے اسے اتنی بار مقبول حج کا ثواب ملتا ہے، اگر وہ دن بھر میں سو مرتبہ والدین کو دیکھتا ہے تو اسے سو مقبول حج کا ثواب ملتا ہے۔ (شعب الایمان)
میری قابل احترام سہیلیوں!

ماں کی عظمت و رفتہ آسمان کی بلندی اور زمین کی وسعتوں سے بھی بڑھ کر ہے، ماں کے پیروں کے دھول میں بھی پھول اگتے ہیں، ماں ایک ایسی میٹھی روشنی ہے جس میں ممتا اور محبت کی کلیاں مسکراتی ہیں، ماں ایسی روشنی ہے جس میں تپش اور گرمی نہیں ہوتی ہے، ماں ایک ایسا ستارہ ہے جو اندھیرے میں اپنی روشنی بکھیرتی ہے، ماں وہ روشن دیپ ہے جس کی تابندگی کے سامنے زہرہ اور مرغ کی روشنی بھی ماند پڑ جاتی ہے، ماں کی نظر کرم اور رحمت کا خوش گوار سایہ ہے، ماں کا دل ساگر سے بھی زیادہ گہرا ہے جس میں اولاد کے سارے غم اور دکھ درد چھپ جاتے ہیں، ماں ایک ایسی خوبیوں ہے جس کے وجود سے پوری

کائنات معطر ہتی ہے، ماں قدرت کی طرف سے دنیا والوں کے لیے ایک عظیم تحفہ اور نعمتِ خداوندی ہے۔
لیکن افسوس صد افسوس!

جس ماں نے اولاد کو ۹ مہینے اپنے پیٹ میں رکھ کر بے پناہ مشقتوں سے اسے جنم دیا، جس ماں نے اپنے سینے سے لگا کر دودھ کی شکل میں اولاد کو اپنا خون پلایا، جس ماں نے خود کچھی اور گیلی زمین پر سو کراولاد کو نرم بستروں پر سلایا، جس ماں نے اولاد کی خاطر اپنے حسن و جمال، رات کی نیند اور دن کے چین و سکون کو قربان کر دیا، جس ماں نے بچے کے رونے کی ایک آواز پر اپنا سارا کام کا ج بند کر کے اسے تسلی دیکر سلایا، جس ماں نے بچے کو پہلے کھلایا اور بعد میں خود کھایا، جس ماں نے انگلی پکڑ کر اولاد کو چلنا سکھایا، جس ماں نے اولاد کو بولنا سکھایا، جس ماں نے اپنی اولاد کی خاطر ہر طرح کی قربانیوں اور پریشانیوں کو برداشت کیا!!! آج وہی اولاد جوان ہو کر ان کی خدمت کرنے کے بجائے انھیں سے خدمت لیتی ہے، ان کو راحت پہنچانے کے بجائے ان کو تکلیف پہنچاتی ہے، بڑھاپے میں ان کا ڈھال بننے کے بجائے ان کے لیے و بال بن جاتی ہے، ان کا ادب کرنے کے بجائے ان کو گالیاں دیتی اور برا بھلا کہتی ہے، ان کا دل خوش کرنے کے بجائے انھیں رنجیدہ کرتی ہے، ان کے سارے احسانات کو بھلا کر ان کے ساتھ رُ اسلوک کرتی ہے۔

ایسی اولاد سے میں صاف صاف کہنا چاہتی ہوں کہ یاد رکھو! آج اگر تم اپنے ماں باپ کے ساتھ رُ ابرتاو کرو گی تو کل تمہاری اولاد بھی تمہارے ساتھ رُ ابرتاو کرے گی، آج اگر تم اپنے والدین کو ستاؤ گی تو کل تمہاری اولاد بھی تمہیں ضرور ستائے گی، رسول اکرم ﷺ کا یہی فرمان ہے (الاَدْبُ الْمُفْرَدُ: ۲۵۹) اور دنیا کا اصول اور دستور بھی یہی ہے۔

اللّٰهُ تَعَالٰی هُم سَمْهُوْنُ كُو ماں باپ کی قدر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين

مثالی عورت کی دس صفات

حَمَدًا وَمُصَلِّيَا، أَمَّا بَعْدُ: إِفَاغُودُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَنِ الرَّجِيمِ، بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ: إِنَّ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْقَانِتِينَ وَالْقَانِتَاتِ وَالصَّادِقِينَ وَالصَّادِقَاتِ وَالصَّابِرِينَ وَالصَّابِرَاتِ وَالخَاسِعِينَ وَالخَاسِعَاتِ وَالْمُتَصَدِّقِينَ وَالْمُتَصَدِّقَاتِ وَالصَّائِمِينَ وَالصَّائِمَاتِ وَالْحَافِظِينَ فُرُوجَهُمْ وَالْحَافِظَاتِ وَالذَّاكِرِينَ اللَّهَ كَثِيرًا وَالذَّاكِرَاتِ أَعَدَ اللَّهُ لَهُمْ مَغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا. (الأحزاب: ٣٥)

میری قابل اکرام سہیلیوں!

میں نے خطبہ کے اندر قرآن مجید کی جو آیت تلاوت کی ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے عورت کی دس ایسی صفات کا تذکرہ کیا ہے، جن سے متصف ہو کر ہر خاتون ایک مثالی عورت بن سکتی ہے، جن کو مختصر انداز میں آپ کے سامنے میں پیش کرتی ہوں۔

مثالی عورت کی پہلی صفت یہ ہے کہ وہ مسلمان ہو، اسلام کا مطلب یہ ہے کہ وہ عورت اس بات کی گواہی دے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، وہ عورت نماز پڑھے، رمضان کا روزہ رکھے اور حج فرض ہونے کے بعد بیت اللہ شریف کا حج بھی کرے۔ (مسلم شریف: ٨، ترمذی: ٢٦١٠)

مثالی عورت کی دوسری صفت یہ ہے کہ وہ عورت ایمان والی ہو، ایمان کا مطلب یہ ہے کہ وہ عورت اللہ پر، اس کے فرشتوں پر، اس کی نازل کی ہوئی کتابوں پر، اللہ کے بھیجے ہوئے رسولوں پر اور آخرت کے دن پر یقین رکھتی ہو، وہ اس بات کا اقرار کرتی ہو کہ اچھی اور بری تقدیر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے، نیزوہ اس بات پر بھی یقین رکھنے والی ہو کہ ہر انسان کو مر نے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا ہے۔ (مسلم: ٨، ترمذی: ٢٦١٠)

مثالی عورت کی تیسرا صفت یہ ہے کہ وہ عبادت گزار اور فرمائیں بردار ہو، وہ

اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنی پیشانی کو جھکانے والی ہو، وہ اللہ کی محبت سے اپنے دل کو منور کرنے والی ہو، وہ اپنی خواہشات پر اللہ کی اطاعت کو ترجیح دینے والی ہو۔

مثالی عورت کی چوتھی صفت یہ ہے کہ وہ خوشی اور غم، امن اور خوف، راحت اور مشقت، خوشحالی اور تنگ دستی؛ تمام احوال میں سچ بولنے والی ہو، وہ اپنے اور پرائے، دوست اور شمن، فقیر اور غریب ہر ایک کے ساتھ سچائی اور دیانت داری کا معاملہ کرنے والی ہو، اس کی زندگی سچ سے عبارت ہو اور اس کی سچائی کی لوگ مثال دیتے ہوں۔

مثالی عورت کی پانچویں صفت یہ ہے کہ وہ مصیبتوں اور پریشانیوں میں شکوہ و شکایت اور جزع و فزع کے بجائے صبر کرنے والی ہو، وہ اسلام کی خاطر ہر قسم کی قربانی دینے کو تیار اور مر ملنے کا جذبہ رکھتی ہو، وہ فرعون کی بیوی حضرت آسیہ کی طرح عیش و آرام کی زندگی ترک کر کے مجاہدہ کی زندگی گزارنے کا جذبہ رکھتی ہو، وہ حضرت سمیہ کی طرح اسلام پر خود کو مثال دینے کی صلاحیت رکھتی ہو، وہ مصر کی خاتون نینب الغزالی کی طرح اسلام کی خاطر در دن اک سزاوں کو برداشت کرنے کی قوت اور طاقت رکھتی ہو۔

مثالی عورت کی چھٹی صفت یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا خوف اور ڈر اپنے دل میں اس طرح بٹھائے ہوئی ہو کہ جب بھی اس کے دل میں گناہ کی خواہش اور رغبت پیدا ہوتی ہو تو اس کا دل لرز جاتا ہو، اس کا بدنا کانپ جاتا ہو، اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہوں اور وہ قبر کے عذاب، اللہ تعالیٰ کی نار اضگی اور قیامت کے دن کی رسوانی کی وجہ سے اپنا دامن گناہوں سے بچا لیتی ہو۔

مثالی عورت کی ساتویں صفت یہ ہے کہ وہ اپنے رب کی خوشنودی و رضاۓ کی خاطر روزہ رکھنے والی ہو، وہ سخت گرمی کے دنوں میں بھی اپنے خالق و مالک کی رضاۓ کی خاطر بھوک اور پیاس کی شدت کو برداشت کرنے والی ہو، اس کے لیے چلچلاتی دھوپ میں بھوک سے ترپنا اور پیاس سے بیتاب ہونا آسان ہو لیکن روزہ چھوڑنا مشکل ہو، وہ ہر حال میں اپنی خواہش پر اللہ تعالیٰ کے حکم کو ترجیح دینے والی ہو۔

ملت اسلامیہ کی مقدس شہزادیوں!

مثالی عورت کی آٹھویں صفت یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں اپنا مال خرچ کرنے والی ہو، وہ اپنی گاڑھی کمائی کو اپنے رب کے راستے میں خرچ کرنے کو باعث سمجھتی ہو، آپ ﷺ کا ارشاد ہے ﴿إِنَّ الصَّدَقَةَ لَتُطْفِئُ غَضَبَ الرَّبِّ وَتَذَفَّعُ مِيَّنَةَ السُّوءِ﴾ (ترمذی، ابواب الزکاۃ: ۶۶۲) کہ صدقہ کرنا رب کے غصہ اور نارِ اصلکی کو ختم کرتا ہے اور صدقہ کرنے والے کو بری موت سے بچاتا ہے۔

مثالی عورت کی نویں صفت یہ ہے کہ وہ اپنی شرم گاہ کی حفاظت کرنے والی ہو، وہ مغرب کی عیاش عورتوں کی طرح مردوں کا کھلونا بن کر خواہشات پر عمل کرنے والی نہ ہو، بلکہ وہ نکاح جیسے مقدس رشتہ میں بندھ کر خدائی تھفہ کو قبول کرنے والی ہو، حدیث میں ہے ﴿إِذَا أَصَّلَتِ الْمَرْأَةُ خَمْسَهَا وَصَامَتْ شَهْرَهَا وَحَفِظَتْ فَرْجَهَا وَأَطَاعَتْ زَوْجَهَا، قِيلَ لَهَا: أُذْخُلِي الْجَنَّةَ مِنْ أَئِي أَبْوَابِ الْجَنَّةِ شِئْتِ﴾ (مسند احمد: ۱۶۶۱) کہ جب کوئی عورت پانچوں وقت کی نمازیں پڑھے، رمضان کے روزہ رکھے، اپنی شرم گاہ کی حفاظت کرے اور شوہر کی اطاعت کرے تو اسے قیامت کے دن کہا جائے گا کہ وہ جنت کے جس دروازے سے چاہے جنت میں داخل ہو جائے۔

مثالی عورت کی دسویں صفت یہ ہے کہ اس کی زبان ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے معطر رہتی ہو، وہ جھوٹ، چغلی، غیبت اور لا یعنی باتوں میں مشغول ہو کر دل کو سیاہ کرنے کے بجائے تلاوت قرآن، ذکر الہی اور ذکر رسول میں مشغول رہ کر ایمان کی حلاوت اور مٹھاس سے اپنے دل کو منور کرنے والی ہو۔

آخر میں اللہ تعالیٰ سے یہی دعا ہے کہ وہ ہم سبھوں میں ان اوصاف و کمالات کو پیدا کر کے ہمیں مغفرت اور اجر عظیم کی دولت سے نواز دے، آمین ثم آمین۔

وآخر دعوا ان الحمد لله رب العالمين

پرده عورت کی زینت ہے

الْحَمْدُ لِوَاللّٰهِ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى نَبِيِّهِ. أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ: وَقَرْنَ فِي بُيُوتٍ كُنَّ وَلَا تَبَرَّ جَنَ تَبَرُّ جَالِجَاهِلِيَّةَ الْأُولَى وَأَقْمَنَ الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعَ الزَّكٰوةَ وَأَطْعَنَ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ. (الاحزاب: ۳۳)

میری قابل احترام سہیلیوں!

آج ہمارے معاشرہ میں جو برائیاں اور خرابیاں بہت تیزی کے ساتھ پھیلتی جا رہی ہیں ان میں سے ایک برائی ”بے پردگی“ بھی ہے، ہمارے معاشرہ کی بعض عورتیں وہ ہیں جو پرده کو ایک بوجھ، قدامت پسندی کی علامت، ترقی کی راہ میں رکاوٹ اور اپنے لیے باعثِ ذلت سمجھتی ہیں، جب کہ بعض عورتیں سستی اور کاملی کی وجہ سے پرده کا اہتمام نہیں کرتی ہیں، آج کی اس محفل میں انھیں فیشن پرست اور غافل خواتین سے کچھ باتیں عرض کرنا چاہتی ہوں، تاکہ اللہ انھیں عقل سلیم عطا فرمائے۔

میری نیک طینت اور عفت آب بہنوں!

اسلام میں عورتوں کی عفت و عصمت اور ان کے تحفظ کا اتنا خیال رکھا گیا ہے کہ ایک طرف اللہ رب العزت عورتوں کو اپنی نگاہ پست رکھنے کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں ﴿وَقُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ﴾ (سورۃ النور: ۲۰) یعنی آپ مومنہ عورتوں سے کہد تجھے کہ وہ اپنی نگاہ کو پست رکھیں اور اپنی شرمگاہ کی حفاظت کریں، تو دوسری طرف ﴿وَقُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ يَغْضُوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ﴾ (سورۃ النور: ۲۰) کے ذریعہ مسلمان مردوں کو بھی اس بات کا مکلف بنایا جاتا ہے کہ وہ نامحرم عورتوں کی طرف نگاہ اٹھا کرنے دیکھیں، ایک طرف نبی اکرم ﷺ اپنی ازواج مطہرات کو ایک ناپینا صحابی حضرت

عبداللہ ابن ام مکتومؓ سے بھی پرده کرنے کا حکم دیتے ہیں تو دوسری طرف ﴿لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ﴾ (سورہ الاحزاب: ۳۲) کے ذریعہ صحابہؓ کرام کو یہ حکم دیا جاتا ہے کہ وہ بغیر اجازت نبی اکرم ﷺ کے گھر میں داخل نہ ہوں، ایک طرف نبی اکرم ﷺ ﴿أَلَّا حَيَاءُ شُعْبَةٍ مِّنَ الْإِيمَانِ﴾ (بخاری: ۹) کے ذریعہ حیاءؓ کو ایمان کی ایک اہم شاخ قرار دیتے ہیں تو دوسری طرف بے حیائی کے بارے میں یہ فرمان صادر ہوتا ہے ﴿إِذَا لَمْ تَسْتَخِرِيْ؛ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ﴾۔ (بخاری، احادیث الانیاء: ۳۸۸۳) کہ جب تجھ میں شرم و حیاء باقی نہ رہے تو جو چاہو کرو، اس حدیث سے یہ بات صاف طور سے سمجھ میں آتی ہے کہ جب عورت کے اندر شرم و حیاء کی صفت ہو گی تو وہ تمام گناہوں سے بچتی رہے گی، لیکن جب اس کے اندر سے شرم و حیاء کی صفت ختم ہو جائے گی تو نہ اسے دین و شریعت کا لحاظ ہو گا اور نہ ہی وہ اپنے والدین اور رشتہ داروں کی عزت اور ناموس کی فکر کرے گی، بلکہ وہ عورت بے پرده ہو کر بے حیائی کے راستہ پر چلے گی اور نفسانی خواہشات کی پیروی کرے گی۔

جامعہ ہذا کی نوشگفتہ کلیوں!

پرده کی اہمیت اس سے بھی سمجھ میں آتی ہے کہ آپ ﷺ نے با پرده عورت کو دنیا کی سب سے بہترین عورت قرار دیا ہے، حدیث میں ہے کہ ایک مرتبہ آپ ﷺ کی مجلس میں اس بات کا تذکرہ ہوا کہ دنیا کی سب سے بہترین عورت کون ہے؟ صحابہؓ کرام خاموش رہے، اتفاق سے اسی دوران حضرت علیؓ کسی کام کی وجہ سے گھر تشریف لے گئے اور حضرت فاطمہؓ سے اس کا تذکرہ کیا، حضرت فاطمہؓ نے کہا: کیا میں آپ کو بتاؤں کہ دنیا کی سب سے بہترین عورت کون ہے؟ حضرت علیؓ نے فرمایا: ہاں بتاؤ! حضرت فاطمہؓ نے جواب دیا: دنیا کی سب سے بہترین عورت وہ ہے جو نہ خود کسی غیر محروم کو دیکھے اور نہ کسی غیر محروم کو دیکھنے کا موقع دے، جب حضرت علیؓ نے یہ جواب آپ ﷺ کو سنایا تو آپ ﷺ نے خوش ہو کر ارشاد فرمایا: فاطمہؓ تو میرے جگر کا ملکڑا ہے۔ (حلیۃ الاولیاء: ۲۰۲)

ملت اسلامیہ کی غیور بیٹیوں!

اسلام میں پرده کا حکم عورت کی حفاظت کے لئے دیا گیا ہے نہ کہ عورت کو قید کرنے کے لیے، کیا آپ نہیں جانتی ہیں کہ جو چیز جتنی زیادہ قیمتی اور نازک ہوا کرتی ہے اس کو اتنی ہی زیادہ حفاظت سے رکھی جاتی ہے، آخر کیا وجہ ہے کہ آپ انماج کو کھیت کھلیان میں بھی چھوڑ دیتے ہیں لیکن زیورات کو صندوق میں بند کر کے رکھتے ہیں، یقیناً اس کی صرف یہی وجہ ہے کہ آپ زیورات کو انماج کے مقابلہ میں زیادہ قیمتی سمجھتے ہیں، اسی طرح ہم اپنے جسم کے اعضاء میں بھی غور و فکر کریں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے ہاتھ اور پیر کے اوپر کوئی پرده نہیں ڈالا ہے، لیکن آنکھوں پر پلکوں کا پرده ڈالا ہے، کیوں کہ ہاتھ اور پیر کے مقابلے میں آنکھ زیادہ قیمتی عضو ہے، لہذا اپرده کو اپنے لیے قید نہ سمجھو، بلکہ یہ وہ ڈھال ہے جس کی وجہ سے شریوں اور بدمعاشوں سے تمہاری حفاظت ہوتی ہے، یہ تمہاری زینت اور تمہارے حسن و جمال میں اضافہ کرتا ہے، یہ تمہارا سب سے بہتر سنگار ہے، اس کے برعکس بے پردوگی سے تمہاری شرافت مردہ ہوتی ہے، بے پردوگی سے تمہارا کردار لوگوں کی نظروں میں مشکوک بنتا ہے، بے پردوگی سے تمہارا حسن و جمال ختم ہوتا ہے، بے پردوگی سے تمہاری ازدواجی زندگی کا سکون ختم ہوتا ہے، بے پردوگی ہی کی وجہ سے تمہاری اولاد نافرمان بنتی ہے اور تمہاری بے پردوگی ہی کی وجہ سے پورے معاشرہ میں طرح طرح کی برائیاں جنم لیتی ہیں۔

جامعہ ہذا کی پاکباز بیٹیوں!

جو عورتیں پرده کو ترقی کی راہ میں رکاوٹ سمجھتی ہیں میں ان سے صاف لفظوں میں کہنا چاہتی ہوں کہ پرده نہ تو ترقی کی راہ میں رکاوٹ پیدا کرتا ہے اور نہ ہی اس سے ترقی کے موقع ختم ہوتے ہیں، اسلامی تاریخ میں بہت سی باکمال خواتین ایسی گذری ہیں جنہوں نے شرعی پرده کے دائرہ میں رہ کر وہ کام انجام دیئے ہیں کہ ان کے حالات پر کئی کئی جلدیوں کی کتابیں لکھی گئی ہیں، اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اسلام میں گرچہ پرده کا حکم

ہے، لیکن اسلام عورتوں کو تعلیم کے حصول اور معاشی سرگرمیوں سے نہیں روکتا ہے، بلکہ اسلام نے مردوں کی طرح عورتوں کو بھی تعلیم کی اجازت دی ہے، چنانچہ عورت معلمہ بھی بن سکتی ہے اور طبیب بھی، عورت شرعی اصولوں کے مطابق تجارت بھی کر سکتی ہے اور فتویٰ کی خدمت بھی انجام دے سکتی ہے، بلکہ حدود و قصاص کے معاملات کو چھوڑ کر دیگر معاملات میں عورت نج بھی بن سکتی ہے۔

لیکن افسوس صد افسوس!!!

آج ہماری مائیں اور بہنیں اپنی سیرت اور اخلاق و کردار کو سنوارنے کے بجائے اپنی صورت اور جسم کی زیب و زینت پر زیادہ دھیان دیتی ہیں، پرده کو ترقی کی راہ میں رکاوٹ سمجھتی ہیں اور بے پردگی کو اپنے لیے باعث زینت سمجھتی ہیں، یاد رکھو! تمہارا قد ہیل جوتی کے بغیر بھی اونچا ہو سکتا ہے جب تمہاری ذات کے اندر علم و عمل اور تقویٰ کی صفت ہو، تمہاری آنکھیں بغیر سرے میں اور کاجل کے بھی حسین معلوم ہوں گی جب تمہاری آنکھوں میں شرم و حیاء ہو، تمہاری پلکیں بغیر مسکارے کے بھی خوب صورت لگیں گی جب تمہاری پلکیں شرم کی وجہ سے جھکی ہوئی ہوں، تمہاری پیشانی بغیر پند یا کے بھی اچھی دیکھائی دیں گی جب تمہاری پیشانیوں پر سجدے کے نشان ہوں۔

آخر میں حکومت سے میں کہنا چاہتی ہوں کہ اگر ٹرین میں عورتوں کے لیے مخصوص ڈبے ہو سکتے ہیں، بسوں میں ان کے لئے الگ سیٹیں ہو سکتی ہیں، ہسپتاں میں ان کے لیے مستقل کمرے ہو سکتے ہیں تو زندگی کے دوسرے شعبوں خاص طور سے تعلیم کے میدان میں عورتوں کے لیے الگ اسکول و کالج اور عورتوں کے لیے الگ بازار کیوں نہیں بنائے جاتے ہیں، تاکہ وہ آزاد ماحول میں رہ کر تعلیم بھی حاصل کر سکیں اور تجارت میں بھی حصہ لے سکیں، انھیں چند باتوں پر میں اپنی تقریر مکمل کرتی ہوں۔

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين

بیٹی ایک انمول تحفہ ہے

☆ فرحانہ خاتون اپنی گود میں ایک بچی یا گڑیا لیکر اسٹچ کے ایک طرف سے آئیگی اور دوسری طرف سے دوڑ کیاں راضیہ خاتون اور ناہدہ خاتون آئیں گی۔

راضیہ خاتون: السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

فرحانہ خاتون: وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ

راضیہ خاتون: کیا بات ہے فرحانہ! آج تم بہت خوش نظر آرہی ہو، ایسا لگتا ہے کہ کسی کمپنی کی طرف سے تمہیں بہت بڑا آفرملا ہے، یا شاید تم اس گاؤں کی مکھیاں بن گئی ہو، اسی لئے خوشی و مسرت میں جھوم رہی ہو۔

فرحانہ خاتون: میری پیاری بہن! یقیناً میں آج بہت خوش ہوں، لیکن میری خوشی کی وجہ یہ نہیں ہے کہ مجھے کسی کمپنی کی طرف سے آفرملا ہے اور نہ ہی میں مکھیاں کا الیکشن لڑی ہوں کہ جتنے یا ہارنے کی بات آئے، بلکہ میری خوشی کی وجہ یہ ہے کہ آج اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک چاندی بیٹی عطا کی ہے، اسی لئے میں آج اتنی خوش نظر آرہی ہوں۔

راضیہ خاتون: ارے فرحانہ! تم تو اتنی خوش ہو رہی ہو جیسے تمہیں بیٹی نہیں بلکہ بیٹا پیدا ہوا ہو، کیا تم دنیا کا یہ دستور نہیں جانتی ہو کہ بیٹی کی پیدائش پر خوشی نہیں بلکہ دکھ منایا جاتا ہے اور اس زمانہ میں بیٹی کا پیدا ہونا والدین کے لئے باعث ذلت اور رسوانی کے سوا کچھ بھی نہیں ہے۔

فرحانہ خاتون: استغفراللہ! استغفراللہ! مجھے معلوم نہیں تھا کہ تم بھی انھیں انسانوں میں سے ہو جو بیٹی کو قدرت کا عظیم تحفہ سمجھنے کے بجائے ایک بوجھ سمجھتے ہیں، کیا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ بیٹی کی پیدائش سے ناخوش ہونا کفر و شرک اور زمانہ جاہلیت کی باتیں ہیں؟ کیا تم نہیں جانتی ہو کہ اسلام میں بیٹیوں کی پروش اور ان کے ساتھ حسن سلوک

کرنے پر جنت کی بشارت دی گئی ہے؟ کیا تم نہیں جانتی ہو کہ جناب رسول اکرم ﷺ کی نسل بیٹوں سے نہیں بلکہ بیٹیوں سے چلی ہے۔

ناہدہ خاتون: تمہاری یہ تمام باتیں درست ہیں، لیکن اس زمانہ میں بیٹی اللہ کی رحمت نہیں بلکہ ایک زحمت ہے، بیٹی قدرت کا انمول تحفہ نہیں بلکہ ایک بوجھ ہے، بیٹی والدین کے لئے باعث سکون نہیں بلکہ سکون و راحت کو ختم کرنے والی ایک بری بلا ہے، بیٹی والدین کی نور نظر نہیں بلکہ والدین کی آنکھوں میں رات دن آنسوانے کا ذریعہ ہے، اس لئے میرا مشورہ تو یہی ہے کہ اس پچی کو کہیں جا کرندی وغیرہ میں پھینک دو۔

فرحانہ خاتون: لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم! تم ایک عورت ہو یا شیطان! تم ایک انسان ہو یا جانور! کیا یہ الفاظ کہتے ہوئے تمہاری زبان نہیں کاپی؟ ذرا سوچو! اگر تمہاری پیدائش کے بعد تمہارے والدین تمہیں کسی ندی یا تالاب میں پھینک دیتے تو آج تمہاری ایک بوٹی بھی یہاں موجود نہ ہوتی، اور تم میری پچی اور میری نور نظر کو ندی اور تالاب میں پھینکنے کی بات کر رہی ہو، میری نظروں سے تم دونوں اسی وقت دور ہو جاؤ، تم جیسی عورتیں انسان نہیں بلکہ درندہ کہلانے کے لائق ہیں۔

راضیہ و ناہدہ: ٹھیک ہے، ہم جاتے ہیں، لیکن یہ بات یاد رکھنا کہ ایک نہ ایک دن تمہیں اس بیٹی کی پیدائش پر ضرور افسوس ہو گا۔

☆ اب فرحانہ اپنی پچی کو گود میں لیکر لوری کی طرز میں نظم پڑھے گی۔

اے میری آنکھوں کی ٹھنڈک اے میری نور نظر تجھ پر قرباں میری جاں ہو اے میری نور نظر
تیرے آنے سے میرا گھر کتا روشن ہو گیا میرا اجزا یہ چمن بھی آج گلشن ہو گیا
قیمتی دولت ہے بے شک تو میری نور نظر تجھ پر قرباں میری جاں ہو اے میری نور نظر
خوبصورت تم ہو بیٹی چاند اور سورج سے بھی دیکھ لے جو بھی تجھے تو بھول نہ پائے کبھی
ہے دعا میری خدا سے خوش رہو نور نظر تجھ پر قرباں میری جاں ہو اے میری نور نظر

☆ اس کے بعد فرحانہ بھی چلی جائے گی اور ایک لڑکی (عائشہ خاتون) آ کر درج ذیل تقریر کرے گی۔

میری ماں اور بہنوں! جیسا کہ آپ نے دیکھا کہ کچھ عورتیں بیٹی کو قدرت کا شاہ کا رخنہ نہیں بلکہ مخصوص، بوجھ، باعث ذلت اور ایک بلا سمجھتی ہے، حالاں کہ بیٹی گھر کی رونق اور عزت ہوتی ہے، بیٹی گھر کی زینت اور شان ہوتی ہے، بیٹی والدین کی آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کا سرو رہوتی ہے، بیٹی خوش بختی کی نشان اور سرفرازی کی علامت ہوتی ہے، بیٹی کے بغیر گھر قبرستان کی طرح اندر ہیرا لگتا ہے، بیٹی اور پھول میں کوئی فرق نہیں ہوتا ہے، بیٹی محبت کی پیکر اور شفقت کا مجسمہ ہوا کرتی ہے، بیٹی خاندان کی چشم و چراغ اور بڑھاپے کا سہارا ہوتی ہے، لیکن افسوس ہے ان لوگوں پر جو بیٹی کی پیدائش پر تو خوب خوشیاں مناتے ہیں اور پورے محلہ میں مٹھائیاں تقسیم کرتے ہیں، لیکن جب انھیں بیٹی پیدا ہوتی ہے تو ان کے چہرہ کی رنگت اس طرح اتر جاتی ہے کہ گویا وہ ابھی جیل سے رہا ہو کر آئے ہوں یا انھیں دن میں ہی تارے نظر آگئے ہوں۔

آئیے! ہم آپ کو پھر سے اسی محلہ میں لے چلتے ہیں، اب فرحانہ خاتون کی بیٹی ماہ جنیں ۱۵ ارسال کی ہو گئی ہے اور وہ ڈاکٹر نی بن چکی ہے۔

☆ اب راضیہ، ناہدہ ایک طرف سے اور فرحانہ، عائشہ دوسری طرف سے آ کر مکالمہ کریں گی۔

ناہدہ خاتون: کیا بات ہے فرحانہ! بہت جلدی میں ہو، خیر تو ہے، اس قدر تیز رفتاری کے ساتھ کہاں جا رہی ہو اور تمہارے ساتھ یہ لڑکی کون ہے؟

فرحانہ خاتون: تمہیں اس سے کیا مطلب، تم تو بیٹی سے نفرت کرنے والی عورتوں میں سے ہو، لیکن اگر تم جاننا، ہی چاہتی ہو تو سن لو، یہ میری بیٹی (ماہ جنیں) ہے اور یہ وہی لڑکی ہے جس کی پیدائش پر تم نے مجھے طعنہ دیا تھا، لیکن الحمد للہ! میری اس بیٹی نے پورے اسکول میں ٹاپ نمبرات سے ڈاکٹریت کی ڈگری حاصل کی ہے، اب میں اس کے لئے اسی گاؤں میں ایک ہسپتال بنانے جا رہی ہوں، جہاں میری بیٹی مفت میں مریضوں کا علاج کیا کرے گی، اسی سلسلہ میں کمشنز اور ڈی ایس پی سے کچھ باقیں

کرنے جا رہی ہوں، اسی لئے میں جلدی میں ہوں۔

ناہدہ خاتون: اچھا! تو تمہاری بیٹی سچ مجھ تینی سمجھدار اور قابل بن چکی ہے، مجھے تو اپنی آنکھوں پر یقین ہی نہیں ہو رہا ہے۔

فرحانہ خاتون: تمہیں یقین ہونے اور نہ ہونے سے کیا فرق پڑتا ہے، خدا نہ کرے کہ تمہارے یا تمہارے گھر کے کسی فرد کے ساتھ کل کوئی حادثہ پیش آجائے اور علاج کے لئے تمہیں میری بیٹی کے ہسپتال کا چکر لگانا پڑے۔

☆ اس کے بعد ناہدہ اور فرحانہ چلی جائیں گی اور راضیہ بیمار بن کر اٹھ جی ہی پر ایک طرف لیٹ جائیں گی، تھوڑی دیر کے بعد ایک طرف سے ناہدہ اور دوسری طرف سے فرحانہ آ کر مکالمہ کریں گی۔

فرحانہ خاتون: کیا بات ہے ناہدہ! اتنی پریشان کیوں نظر آ رہی ہو، اور تمہاری آنکھوں سے آنسو کیوں نکل رہے ہیں، کیا کوئی مصیبت پیش آ گئی ہے۔

ناہدہ خاتون: ہاں فرحانہ! ایک بہت بڑی مصیبت پیش آ گئی ہے، چند ہفتوں سے میری سہیلی راضیہ کے پیٹ میں کافی درد رہتا ہے، یہاں سے لیکر پٹنہ تک کئی ڈاکڑوں سے علاج کرو واچکی ہوں، لیکن شفاء کی کوئی امید نظر نہیں آ رہی ہے، ابھی اس کی حالت بہت نازک ہے اور آس پاس کوئی ڈاکڑ بھی نہیں دکھائی دے رہا ہے۔

فرحانہ خاتون: تم گھبراومت، میں اسی وقت اپنی بیٹی کوفون کر کے بلا تی ہوں۔

☆ اس کے بعد وہ اپنی بیٹی کوفون کرے گی، سلام اور خیریت پوچھنے کے بعد درج ذیل گفتگو کریں گی۔

فرحانہ خاتون: میری نور نظر! تم ابھی کہاں ہو اور کیا کر رہی ہو؟

ماہ جبیں: امی جان! میں اپنے ہسپتال میں ہوں، ایک بیمار عورت کا ابھی ابھی آپریشن کر کے فارغ ہوئی ہوں، کوئی خدمت ہو تو بتائیے امی جان۔

فرحانہ خاتون: میری نور نظر! جلدی سے ناہدہ کی سہیلی راضیہ خالہ کے گھر آ جاؤ، ان کی طبیعت بہت ہی خراب ہے، جلدی سے آ جاؤ بیٹی، جلدی سے آ جاؤ۔

ماہ جبیں: ٹھیک ہے امی! آپ گھبرا یئے مت، میں ابھی آتی ہوں۔

☆ ماہ جبیں اپنے ساتھ انجکشن وغیرہ لیکر آئے اور راضیہ کو انجکشن دینے کے بعد اس سے کہے۔

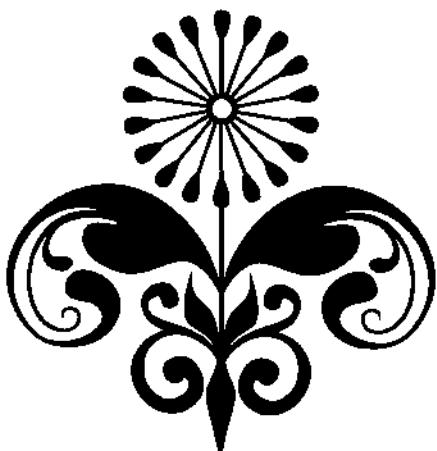
ماہ جبیں: خالہ جان! میں نے انجکشن دیدی ہے، یہ دوائیاں لیجئے، ان میں سے ایک ایک گولی صبح و شام کھائیے گا، ان شاء اللہ بہت جلد آپ ٹھیک ہو جائیں گی۔

راضیہ خاتون: بیٹی مجھے معاف کر دو! میں نے تمہاری پیدائش کے وقت تمہاری ماں کو مبارک باد دینے کے بجائے بہت ہی الٹی سیدھی باتیں کہی تھیں، اس وقت مجھے بیٹیوں سے بہت نفرت تھی، لیکن تمہاری شہرت اور صلاحیت کو دیکھ کر میری آنکھیں کھل گئیں ہیں، میں وعدہ کرتی ہوں کہ آئندہ میں بیٹیوں کے ساتھ محبت سے پیش آؤں گی پلیز مجھے معاف کر دو بیٹی! پلیز مجھے معاف کر دو بیٹی!۔

ماہ جبیں: مجھے آپ سے کوئی شکایت نہیں ہے خالہ جان! مگر ان عورتوں سے جو بیٹی کو ایک بوجھ سمجھتی ہیں میں صاف صاف کہنا چاہتی ہوں کہ آخر! آپ کے یہاں بیٹیوں کو وہ مقام کیوں نہیں دیا جاتا ہے جو آپ اپنے بیٹوں کو دیتی ہیں، بیٹوں کو عمدہ قسم کے کھلونے اور عمدہ قسم کے لباس دیئے جاتے ہیں لیکن بیٹیوں کوستے اور کم قیمت کے کپڑے دیئے جاتے ہیں، بیٹوں کی تعلیم کے لئے پرائیوٹ اور معیاری اسکول کا انتخاب کیا جاتا ہے اور بیٹیوں کے لئے سرکاری اور غیرمعیاری اسکول کا انتخاب کیا جاتا ہے، بیٹا اگر اچھا نمبر لے آئے تو اسے خوب مبارکبادی جاتی ہے اور اسے قیمتی تھنے دیئے جاتے ہیں، لیکن بیٹی کے کامیاب ہونے پر تھنہ تو بہت دور کی بات ہے ان کے لیے زبان سے تعریفی کلمات بھی مشکل سے ادا ہوتے ہیں، آخر! آپ کے یہاں بیٹوں اور بیٹیوں کے درمیان اتنا فرق کیوں کیا جاتا ہے، کیا ہم بیٹیاں پڑھنے لکھنے میں تیز اور ذہین نہیں ہوتی ہیں؟ کیا ہم بیٹیاں ماں باپ کی خدمت کرنے والی نہیں ہوتی ہیں؟ کیا ہم بیٹیاں والدین کا نام روشن نہیں کر سکتی ہیں؟ کیا ہم بیٹیوں کے اندر قوم و

ملت کے لئے خدمت کا کوئی جذبہ نہیں ہوتا ہے؟ اگر ان سب سوالوں کا جواب آپ کے یہاں ہاں ہے تو پھر آپ وعدہ کیجئے کہ آج سے آپ محبت، لباس اور تعلیم و تربیت میں بیٹوں اور بیٹیوں کے درمیان کوئی فرق نہیں کریں گی، اخیر میں آپ سب سے بس اتنا کہنا چاہتی ہوں کہ (بہتر ہو گا کہ اس لظہم کو سبھی مل کر پڑھیں)

بیٹیاں زخم سے نہیں پاتیں * بیٹیاں درد کہ نہیں پاتیں
 بیٹیاں آنکھ کا ستارا ہیں * بیٹیاں درد میں سہارا ہیں
 بیٹیوں کو ہراس مت کرنا * ان کو ہرگز اُداس مت کرنا
 بیٹیاں دل کی صاف ہوتی ہیں * گویا کھلتی گلاب ہوتی ہیں
 بیٹیاں عکس اپنی ماوں کا * بیٹیاں ہیں شر دعاوں کا
 بیٹیوں کو سزا نہیں مت دینا * ان کو غم کی قبائیں مت دینا
 بیٹیاں چاہتوں کی پیاسی ہیں * یہ پرانے چمن کی باسی ہیں
 بیٹیاں بے وفا نہیں ہوتیں * یہ کبھی بھی خفا نہیں ہوتیں
 تمام طالبات: آئیے! ہم سب مل کر اور ہاتھ اٹھا کر یہ وعدہ کرتے ہیں کہ آج سے ہم اپنی بیٹیوں کو خدا کی عظیم نعمت اور انمول تخفہ سمجھیں گے اور جس طرح بیٹے کی پیدائش پر سرست کا اظہار کرتے ہیں اس سے کہیں زیادہ بیٹیوں کی پیدائش پر خوشی کا اظہار کریں گے، السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔



ساس اور بہو کے جھگڑے

سعیدہ اصغری: السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

زیباؤ پروین: علیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ

سعیدہ اصغری: کیا بات ہے زیبا! آج تمہارا چہرہ غصہ سے کیوں اتنا تسلیما رہا ہے، ایسا لگ رہا ہے کہ تمہارے اوپر کوئی بہت بڑی مصیبت نازل ہو گئی ہے۔

زیباؤ پروین: کیا بتلاوں سعیدہ! جب سے وہ چڑیل میرے گھر میں آئی ہے، میرا جینا مشکل ہو گیا ہے، اس کی وجہ سے گھر میں میرا دل نہیں لگتا ہے، ہر وقت مجھ پر ایک خوف سوار رہتا ہے، اس لیے اب مجھے اپنے گھر سے وحشت ہونے لگی ہے اور میں اپنے گھر کے بجائے سڑکوں پر اور پڑوں کے گھر میں زیادہ وقت گذارتی ہوں۔

سعیدہ اصغری: اس میں اتنا گھبرا نے اور ڈرنے کی کیا ضرورت ہے؟ تم تین بار آیت الکرسی پڑھ کر پانی پر دم کر کے سارے گھر میں اس پانی کو چھڑک دو، ان شاء اللہ تیرے گھر کے سارے بھوت، جنات اور چڑیل جل جائیں گے۔

زیباؤ پروین: ارے بیوقوف! میں اس چڑیل کی بات نہیں کر رہی ہوں، جو جنگل قبرستان اور سنسان جگہوں میں رہتی ہیں، بلکہ میں اپنی چڑیل بہو (ترجم خاتون) کی بات کر رہی ہوں جس نے میرا جینا محال کر رکھا ہے، پتہ نہیں کس منہوس کا چہرہ دیکھ کر میں اس سے اپنے بیٹے کا رشتہ کرنے کے لیے کئی تھی جو مجھے اتنی بڑی سوالیں رہی ہے۔

سعیدہ اصغری: تم بھی کمال کرتی ہو زیبا! یہ بھی کوئی طریقہ ہے کہ کسی کو اس کے نام کے بجائے چڑیل کہکر بلا یا جائے، حالاں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس بات سے منع کیا ہے کہ کوئی انسان کسی کوبرے لقب سے پکارے، اور تمہاری بہو تو لاکھوں میں ایک ہے، اس کی شکل تو آفتاب و ماہتاب جیسی ہے، پھر اس کو چڑیل کہنا تمہارے لیے کیوں کر جائز ہو سکتا ہے، کیا تمہیں اللہ کا ذرہ برابر بھی خوف نہیں ہے؟۔

زیباضری: میں مانتی ہوں کہ اس کی شکل چودھویں رات کی چاند کی طرح ہے، لیکن اس کی سیرت میں اتنی خرابیاں ہیں کہ اگر ان برا نیوں کو میں بیان کرنا شروع کر دوں تو ہفتوں، مہینوں اور سالوں گذر جائیں گے لیکن اس کی برا نیاں ختم نہیں ہوں گی۔

سعیدہ اصغری: دیکھو بہن! اگر کسی انسان میں برا نیاں ہوتی ہیں تو اس کے اندر اچھائیاں بھی ہوتی ہیں، تمہیں اسکی برا نیوں کے بجائے اس کی اچھائیاں دیکھنی چاہیے کیوں کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ”بے شک اچھائیاں برا نیوں کو ختم کر دیتی ہیں“۔

زیباضری: میری بہو کے اندر ایک بھی اچھائی نہیں ہے، اس کے اندر ناگُن، چڑیل، جادوگرنی ہر ایک کی صفات پائی جاتی ہیں، اس نے جادو ٹونا کر کے سب سے پہلے مجھ سے میرے بیٹھے کو دور کر دیا اور اب مجھے ہر وقت چڑیل بن کر ڈراتی رہتی ہے بچھوکی طرح ڈنک مارتی رہتی ہے اور ناگُن کی طرح ڈستی رہتی ہے۔

سعیدہ اصغری: میں تمہاری بہو کو بہت اچھی طرح مانتی ہوں، میں نے اس کے اندر کوئی بھی ایسی برا نیں دیکھی ہے جس کی وجہ سے تم اس کو اتنے اچھے اچھے نام سے پکارو، اچھا! مجھے ایک بات بتاؤ کہ تم نے کیسے محسوس کیا کہ تمہاری بہو نے تمہارے بیٹھے کو تجوہ سے دور کر دیا ہے، کیا تمہارا بیٹا تم سے الگ گھر میں رہتا ہے؟ یا تم سے محبت نہیں کرتا ہے؟ یا تم سے بات چیت نہیں کرتا ہے؟

زیباضری: ان تینوں میں سے کوئی بھی بات نہیں ہے، میرا بیٹا میرے ساتھ ہی رہتا ہے، وہ مجھ سے بے انتہا محبت کرتا ہے اور مجھ سے بات کیے بغیر نہ اس کا دن شروع ہوتا ہے اور نہ ہی اس کی رات کا آغاز ہوتا ہے، لیکن شادی کے بعد سے اس کی ایک عادت بدل گئی ہے، وہ شادی سے پہلے ہر مہینے کی ایک تاریخ کو اپنی پوری تجوہ مجھے دیدیتا تھا، مگر جب سے اس کی شادی ہوئی ہے وہ مجھے ہر مہینے اپنی صرف آدمی تجوہ دیتا ہے، باقی آدمی تجوہ وہ اپنی ناگُن اور چڑیل بیوی پر لشادیتا ہے۔

سعیدہ اصغری: تمہاری باتیں سن کر مجھے لگتا ہے کہ تم ایک جاہل اور بیوقوف عورت ہو، کیا تم نے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نہیں سنا ہے کہ شوہر کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنی بیوی کو وہی کھلانے جو وہ کھاتا ہے اور اپنی بیوی کو اسی قیمت کا کپڑا پہنانے جس قیمت کا کپڑا وہ پہنتا ہے، یاد رکھو زیبا! جس طرح تمہارے بیٹے پر تمہارے حقوق ہیں، اسی طرح تمہارے بیٹے پر اس کی بیوی کے بھی حقوق ہیں، لہذا تمہیں تو خوش ہونا چاہیے کہ تیرا بیٹا اپنی ماں اور بیوی دونوں کے حقوق کی ادائیگی کر رہا ہے، لیکن تم اپنے بیٹے اور بیوی کی تعریف کرنے کے بجائے اس کی برائی میں لگی ہوئی ہو، حالاں کہ اس میں تیری بہو کا کوئی قصور اور اس معصوم کی کوئی غلطی نہیں ہے۔

زیباضپوین: ارے تم تو میری ناگن بہو کی اس طرح تعریف کر رہی ہو جیسے کہ وہ تمہاری ہی بیٹی ہو، سچ سچ بتلا و سعیدہ اصغری! میری چڑیل بہو سے تمہارا کوئی رشتہ تو نہیں ہے، کہیں تم رشتہ میں اس کی خالہ و غیرہ تو نہیں لگتی ہو۔

سعیدہ اصغری: وہ اگر چہ میری بیٹی نہیں ہے اور نہ ہی اس سے میرا کوئی رشتہ ہے، لیکن وہ میری بیٹی کی طرح ہے، مجھے بھی اللہ نے ایک بہو (خدیجہ خاتون) اور ایک بیٹی (علیہم السلام) سے نوازا ہے، لیکن میں اپنی بہو کو چڑیل نہیں کہتی ہوں، بلکہ اس کو اپنی بیٹی کا درجہ دیتی ہوں، جس طرح میری بیٹی اگر کوئی غلطی کرتی ہے تو محبت اور شفقت کے ساتھ اس کو سمجھاتی ہوں، اسی طرح میری بہو بھی اگر کوئی غلطی کرتی ہے تو اس کو بھی پیار سے سمجھاتی ہوں، میں تو اپنی بہو کو اللہ تعالیٰ کی جانب سے ایک تخفہ سمجھتی ہوں، اس لیے کہ بہو کے آنے سے پہلے گھر کا سارا کام مجھے کرنا ہوتا تھا، لیکن جب سے میری بہو گھر آئی ہے، گھر کا سارا کام کاج وہی کیا کرتی ہے، اور تو اور!!! وہ میرا پیز بھی دبادیا کرتی ہے، اللہ تعالیٰ اس کو ہمیشہ خوش رکھے اور تم جیسی ناگن ساس کی ب瑞 نظر سے اس کی حفاظت کرے۔

زیباضپوین: تمہیں جس طرح رہنا ہے رہو، لیکن میں تو اپنی بہو پر حکومت کرنا چاہتی ہوں، میں اپنی بہو کو اپنے کنٹرول اور مٹھی میں رکھنا چاہتی ہوں۔

سعیدہ اصغری: دیکھو زیبا! اگر تم اپنی بہو پر حکومت کرنا چاہتی ہو تو اس کے ساتھ اچھے اخلاق اور محبت سے پیش آؤ، اگر تم طاقت کے بل بوتے اس کے دل پر راج کرنا چاہتی ہو تو یہ ممکن نہیں ہے، کیوں کہ طاقت سے صرف جسم کو کنٹرول کیا جاسکتا ہے دلوں کو فتح نہیں کیا جاسکتا اور ایک بات مزید یاد رکھو کہ جس پڑوسن کے بہباؤے میں آ کر تم اپنی بہو کو طاقت کے دم پر مٹھی میں کرنا چاہتی ہو تو کل جب تم کمزور ہو جاؤ گی تو تمہارا سہارا تمہاری پڑوسن نہیں بلکہ تمہاری بہو بنے گی، تمہاری ضرورتوں کو تمہاری پڑوسن نہیں بلکہ تمہاری بہو پوری کرے گی، اس لیے ہوش میں آؤ، اپنی بہو کے دل میں اپنی محبت کی شعر روشن کرو اور طاقت کے بجائے محبت سے اس کے دل کو فتح کرو۔

زیب اپر وین: تم بالکل صحیح کہتی ہو بہن! میں پڑوسن کی باتوں میں آ کر اپنی بہو کو خوب طعنے دیتی ہوں، اسے بات بات پر بہت ڈانٹا کرتی ہوں، لیکن جب میں یہاں ہوتی ہوں تو وہ میری خوب خدمت کرتی ہے، وہ میری سیوا کی خاطرات رات بھر جا گی ہوئی رہتی ہے، تمہاری باتیں سننے کے بعد اب مجھے احساس ہو گیا ہے کہ میں نے بہت بڑی غلطی کی ہے، اب میں تم سے وعدہ کرتی ہوں کہ میں اپنی بہو کو ایک بیٹی کا درجہ دوں گی، اور اس کے ساتھ محبت اور اخلاق سے پیش آؤں گی۔

سعیدہ اصغری: مجھے یقین ہے کہ جب تم اپنی بہو کو اپنی بیٹی کا درجہ دو گی اور اس کے ساتھ بیٹی جیسی محبت اور بیٹی جیسا برداشت کرو گی تو وہ بھی تمہیں اپنی ماں کا درجہ دے گی، تم اگر اپنی بہو کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آؤ گی تو وہ بھی تمہارے لیے اپنی ساری خواہشات کو قربان کر کے تمہیں راحت و آرام پہنچانے کی فکر کرے گی۔

نیز آخر میں مجلس میں شریک تمام خواتین سے میں کہنا چاہتی ہوں کہ ہمارا گھر اسی وقت جنت نما بن سکتا ہے جب ساس اپنی بہو کو اپنی بیٹی کا درجہ دے اور بہو اپنی ساس کو اپنی ماں کا درجہ دے، اچھا اب میں چلتی ہوں، خدا حافظ، السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ زیب اخاتوں: **وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ**

جہیز ایک مہلک بیماری ہے

☆ اس مکالہ میں پانچ لڑکیاں رہیں گی، سب سے پہلے حسن آراء اپنی بیٹی عبرت کے ساتھ اسٹچ کے ایک طرف سے اور دوسرا طرف سے حشمت آئیں گی اور درج ذیل گفتگو کریں گی۔

حشمت جہاں: السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

حسن آراء: وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ

حشمت جہاں: کیا بات ہے حسن آراء! ماں اور بیٹی اتنی سچ دھچ کر کہاں جا رہی ہو
حسن آراء: کیا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ ایک ہفتہ کے بعد میرے بیٹے خالد کی شادی ہونے والی ہے، لڑکی والوں سے میں نے جہیز میں پنگ، الماری، فرنچ، کولر، واشنگ مشین، سلاٹی مشین، ایک کار اور دس لاکھ روپے کیش کا مطالبہ کیا ہے، سب سامان تو انہوں نے بھیج دیا ہے، لیکن دس لاکھ روپے میں سے صرف پانچ لاکھ روپے ہی دیے ہیں اور پانچ لاکھ روپے شادی کے دن دینے کا وعدہ کئے ہیں، انھیں پانچ لاکھ روپیوں سے اپنے لئے، اپنی بیٹی کے لئے، اپنے پورے خاندان کے لئے اور اپنے نور نظر خالد کے لیے مینا بازار مو تیہاری میں کپڑا وغیرہ خریدنے جا رہی ہوں۔

حشمت جہاں: واہ بہن واہ! تم نے تو کمال ہی کر دیا، جہیز میں اتنا کم سامان کیوں مانگی ہو، ان چیزوں کے ساتھ ایک پڑوں پمپ، ایک اسٹیشن، ایک ہوائی اڈہ اور ساتھ میں دو تین ہیلی کا پڑبھی مانگ لیتی، تاکہ شاپنگ کرنے کے لئے تم اس طرح پیدل نہیں، بلکہ جہیز کے ہیلی کا پڑ میں سوار ہو کر جاتی، اچھا ایک بات بتاؤ! تمہیں جہیز لیتے ہوئے بالکل شرم نہیں آئی، آخر تمہارے پاس بھی ایک نوجوان بیٹی ہے، کل جب تم اس کی شادی کے لئے لڑکا ڈھونڈھوگی اور لڑکے والے جہیز میں انھیں چیزوں کا مطالبہ کر دیں تو کیا تمہاری اتنی حیثیت ہے کہ تم اپنی بیٹی کے جہیز میں یہ چیزیں دے سکو۔

عبرت جہاں: تم چپ رہو حشمت! تم تو میری ماں کو اس طرح ڈانت رہی ہو

جیسے کہ اس نے کوئی بہت بڑا گناہ کر لیا ہے، اور جہاں تک میری شادی کا سوال ہے تو میں لاکھوں میں ایک ہوں، تم دیکھنا! میرے لئے رشتتوں کی لائیں لگ جائیں گی۔

حشمت جہاں: اللہ کرے کہ تمہاری شادی سہولت کے ساتھ ہو جائے، لیکن جہاں تک میرا خیال ہے وہ یہ ہے کہ بعض گناہوں کی سزا اللہ تعالیٰ دنیا ہی میں دیدیتے ہیں اور تمہاری امی نے جہیز کا مطالبہ کر کے لڑکی والوں پر جو ظلم کیا ہے، مجھے ڈر ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی سزا کہیں دنیا ہی میں انھیں نہ دے دے۔

عبرت جہاں: یہاں سے چلئے امی جان! ہم پہلے ہی بہت لیٹ ہو چکے ہیں، اس جیسی جیسا نہ اور مولیا نہ عورتیں تو اسی طرح الٹی سیدھی باتیں کرتی رہتی ہیں۔

☆ اس کے بعد حشمت، عبرت اور حسن آراء چلی جائیں گی، ہوڑی دیر کے بعد راحت مسکان اپنی بیٹی عصمت کے ساتھ ایک طرف سے اور دوسری طرف سے اصغری خاتون آ کر مکالمہ کریں گی۔

راحت مسکان: سنو بہن! ایک ہفتہ کے بعد میری اس بیٹی کی شادی ہونے والی ہے، لڑکے والوں نے جتنا سامان مانگا تھا وہ سب دے چکی ہوں، انہوں نے دس لاکھ کیش کا بھی مطالبہ کیا ہے، جس میں سے پانچ لاکھ روپیہ میں نے کھیت پیچ کرادا کر دی ہے، اب میرے پاس کھیت نہیں ہے اس لیے بقیہ پانچ لاکھ کا انتظام بھیک مانگ کر کر رہی ہوں، اللہ کے نام پر اس دکھیاری بوڑھی ماں کی جھوولی میں کچھ روپیہ ڈال دو۔

اصغری خاتون: اللہ اکبر! اب یہ زمانہ بھی آگیا کہ ماں اور بیٹی دونوں بھیک مانگ کر جہیز کے سامان کی تیاری کر رہی ہیں، آپ مجھے اپنی سہمن کا پتہ دیجئے، میں ابھی جا کر اس خونخوار اور جہیز کی لاچی عورت کا دماغ درست کرتی ہوں۔

عصمت جہاں: خالہ جان! ان کا نام حسن آراء ہے اور وہ اسی محلہ میں رہتی ہیں، لیکن آپ ذرا نرم اور دھیمی آواز میں ان سے بات کیجئے گا، کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ آپ کی باتیں سن کر طیش میں آجائے اور میری شادی توڑ دے، جس کے بعد میری اس بوڑھی ماں کو میری شادی کی خاطر پھر سے یہاں وہاں کا چکر لگانا پڑے۔

اصغری خاتون: تم اس کی فکر مت کرو بیٹی! اگر اس نے جہیز کا سارا سامان واپس نہیں کیا تو میں اپنے بیٹھے طارق کی شادی تم سے کراؤں گی۔

☆ اس کے بعد راحت، عصمت اور اصغری چلی جائیں گی اور تھوڑی دیر کے بعد ایک طرف سے حشمت اور اصغری اور دوسری طرف سے حسن آراء اور عبرت آکر مکالمہ کریں گی۔

اصغری خاتون: اچھا تم ہی وہ خونخوار عورت ہو جس کی وجہ سے آج ایک بوڑھی ماں اپنی نوجوان بیٹی کو لیکر تمہاری خواہش پوری کرنے کے لئے در بدر کی ٹھوکریں کھاری ہیں اور بھیک مانگنے پر مجبور ہو چکی ہے۔

حسن آراء: خاموش ہو جاؤ مولبیائیں، ابھی ابھی یہ مفتیاں فتوی دی ہے، اب تم میرا دماغ مت کھاؤ، پتہ نہیں صبح اٹھ کر آج میں نے کس کا منہ دیکھ لیا تھا جو تم جیسی مولبیائیں اور مفتیاں عورتوں سے ملاقات ہو رہی ہے، ارے تمہیں کیا معلوم! کہ میں نے اپنے بیٹھے خالد کو کتنی مشقتوں سے پالا ہے، اس کی پرورش اور تعلیم کے لئے میں نے کتنی چیزوں کی قربانیاں دی ہیں، اور اسی پر بس نہیں! میں نے اپنے بیٹھے کی تعلیم نیپال کے بجائے امریکہ میں کرائی تاکہ میرا بیٹھا لاکھوں اور کروڑوں میں ایک ہو اور اس کے بچپن ہی سے میرا اپنا تھا کہ میں اس کی شادی خوب دھوم دھام سے کراؤں گی اور لڑکی والوں سے ڈھیر سارا جہیز لوں گی۔

اصغری خاتون: شرم کرو! اس سے اچھا تو یہ تھا کہ تم کسی اسٹیشن پر جا کر بیٹھ جاتی اور اپنے بیٹھے کی تعلیم و تربیت پر جتنا روپیہ خرچ کی ہو وہ بھیک مانگ کر وصول کرتی رہتی، ارے شیطان صفت خونخوار عورت! کیا تم اس حقیقت سے آگاہ نہیں ہو کہ اسی جہیز کی خاطر آج کروڑوں غریب بچیوں کی زندگیاں اجیرن بن گئیں ہیں، اسی جہیز کی وجہ سے لاکھوں معصوم دو شیزادوں کے ہاتھ مہندی کے رچائے جانے سے محروم ہیں، اسی جہیز کی خاطر شادی نہ ہونے کی وجہ سے ہر سال ہزاروں معصوم بچیاں پھانسی لگائیتی ہیں اور ہزاروں بچیاں غیر مسلموں سے شادی کر لیتی ہیں، اسی جہیز کی خاطر لاکھوں لڑکیوں کو

اس کے والدین پیٹ میں ہی مار دیتے ہیں، تم کہتی ہو کہ تم نے اپنے بیٹے کو بہت محبتلوں اور مشقتوں سے پالا ہے، تو میں تم سے ایک سوال کرتی ہوں، کیا لڑکی کے والدین نے اپنی چاندی بیٹی کو محبت سے نہیں پالا ہے؟ کیا لڑکیوں کی تعلیم و تربیت پر پسیے خرچ نہیں ہوتے ہیں؟ ذرا مختنڈے دماغ سے سوچو! کل اگر سارے بیٹی والے یہ فیصلہ کر لیں کہ ہم اپنی بیٹی کی شادی اسی لڑکے سے کرائیں گے جس کے والدین جہیز میں ہمیں فلاں فلاں چیزوں دیں تو اس وقت تم کیا کروگی؟ ابھی بھی وقت ہے، سن بھل جاؤ، بہو کو اپنے اور اپنے بیٹے کے لئے قدرت کا انمول اور قیمتی تحفہ سمجھو، اپنے بیٹے کو بیچنا بند کرو، تمہارا بیٹا ایک انسان ہے اس کو بیچنے کا سامان مت بناؤ۔

حسن آراء: تمہاری باتیں سننے کے بعد میری عقل ٹھکانہ پر آگئی ہے، میں ابھی جا کر اپنی سمدھن سے معافی مانگتی ہوں اور اس کا سارا رقم واپس کر دیتی ہوں۔

☆ اس کے بعد راحت اور عصمت اشیج پر چلی آئیں گی اور حسن آراء راحت سے کہے گی۔

حسن آراء: مجھے معاف کر دو سمدھن! مجھے اپنی غلطی کا احساس ہو گیا ہے، میں وہ سارا سامان اور روپیہ تمہیں واپس کر دوں گی جو تم سے جہیز کے نام پر میں نے مانگی ہے

راحت مسکان: ٹھیک ہے سمدھن! میں نے تمہیں معاف کر دیا، اللہ تعالیٰ بھی تمہیں معاف کر دے، لیکن یہاں پر بیٹھی ہوئی ان تمام عورتوں سے جو جہیز کی خواہش رکھتی ہیں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ

گھر بیچ کر غریب کب تک بیا ہے گا بیٹیاں کب تک یہ جہیز یوں ہی کھائے گا بیٹیاں

ایسا ہی چلن سماج میں رہا تو ایک دن پھر سے باپ زندہ دفاترے گا بیٹیاں

ماں باپ کا گھر بکا تو بیٹی کا گھر بسا کتنی ہے دل خراش یہ رسم جہیز بھی

تمام طالبات: آئیے! ہم سب مل کر اور ہاتھ اٹھا کر یہ وعدہ کرتے ہیں کہ ہم اپنے بیٹے کی شادی سنت کے مطابق کریں گے اور جہیز بالکل نہیں لیں گے، السلام علیکم ورحمة اللہ و برکاتہ۔

استانی کا پیغام ماں اور بیٹی کے نام

☆ اس مکالمہ میں تین طالبات رہیں گی جن میں سے دو ہم عمر ہوں اور ایک کی عمر کم ہو، یا سمین ماں کا کردار، عائشہ بیٹی کا کردار اور ناظرین استانی کا کردار نبھائیں گی۔

یاسمین خاتون: السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

ناظرین خاتون: وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ

یاسمین خاتون: آپ کی طبیعت کیسی ہے آپا جان؟

ناظرین خاتون: میں تو الحمد للہ بہت ٹھیک ہوں، لیکن تمہارے چہرہ پر بہت اداسی چھائی ہوئی ہے، کوئی پریشانی ہے کیا؟۔

یاسمین خاتون: کیا بتلوں آپا؟ اپنا غم کس کو سناؤں؟ یہ میری سب سے لاڑلی بیٹی ہے، لیکن جیسے جیسے یہ بڑی ہو رہی ہے، میری نافرمانی کرتی جا رہی ہے، اسی کی فکر میں میرے راتوں کی نیند اور دن کا سکون ختم ہو گیا ہے، اس لیے میں اداس ہوں۔

ناظرین خاتون: کیوں بیٹی! اپنی امی کی بات کیوں نہیں مانتی ہو؟ کیا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری ماں کے قدموں کے نیچے جنت رکھی ہے؟ کیا تمہیں اس بات کا ذرہ برابر بھی احساس نہیں ہے کہ یہ وہی ماں ہے جس نے نوماہ تک تمہیں اپنے پیٹ میں مشقتوں سے رکھا اور نہایت کرب والم کے ساتھ تمہیں جنم دیا؟ کیا تم بھول گئی ہو کہ اسی ماں نے تمہیں اپنے خون چکر سے سنبھ کر بڑا کیا اور اسی کی بدولت آج تم گفتگو کرنے پر قادر ہو، اس کے باوجود تم اپنی ماں کی نافرمانی کر رہی ہو۔

عائشہ خاتون: آپا جی! میں اچھی طرح جانتی ہوں کہ میری ماں کے قدموں تلے جنت ہے، میں اس سے بھی واقف ہوں کہ ماں وہ نعمت ہے جس کے بغیر گھر قبرستان کی طرح لگتا ہے، جس کی محبت کبھی بھی دکھلوے کے لیے نہیں ہوتی ہے، جس کا پیار سمندر کی مانند ہر وقت جوش میں رہتا ہے، جس کی محبت چٹان سے زیادہ مضبوط اور

سمندر سے زیادہ گھری ہوتی ہے، جس کا رشتہ ہمیشہ رہنے والا رشتہ ہے، ان سب باتوں کے باوجود میری ماں نے میرے ساتھ چند اعمال ایسے کیے ہیں جن کی وجہ سے میں ہر وقت ڈپریشن میں بنتا رہتی ہوں اور اسی چڑچڑاپن کی وجہ سے میرے میزاج میں تخت پیدا ہو گئی ہے جس کی بناء پر میں ان کی بات نہیں مانتی ہوں۔

ناظرین خاتون: میں تمہاری بات سمجھنہیں پائی ہوں بیٹی! ذرا مجھے تفصیل سے بتاؤ کہ تمہیں اپنی ماں سے کس قسم کی شکایتیں ہیں، تاکہ اگر واقعتاً تمہاری ماں سے کوئی بھول چوک ہوئی ہے تو میں اسے بھی سمجھادوں گی۔

عائشہ خاتون: آپا جی! یہ بات آپ بھی جانتی ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ ہر ماں باپ پر اس کی اولاد کے تین حقوق ہیں (۱) اپنی اولاد کا بہتر اور اسلامی نام رکھے (۲) اپنی اولاد کو قرآن و حدیث کی تعلیم دے (۳) جب اس کی شادی کی عمر ہو جائے تو اس کی شادی کرادے (نبیہ الغافلین: ۹۵) لیکن میں جب پیدا ہوئی تو میری ماں نے اسلامی نام کے بجائے میرا نام پھولن دیوی رکھ دیا، اب محلہ کی ساری اڑکیاں مجھ پر نہستی ہیں تو مجھے اپنی ماں پر غصہ آتا ہے، جب میں بڑی ہوئی تو انہوں نے میرا داخلہ مدرسہ کے بجائے اسکول میں کرادیا، جس کی وجہ سے میری ساری سہیلیاں نماز پڑھتی ہیں لیکن مجھے نماز پڑھنے کا طریقہ بھی معلوم نہیں ہے، میری ساری سہیلیوں کی شادی ہو گئی ہے ان کے دودو اور چار چار بچے بھی ہیں لیکن انہوں نے ابھی تک میری شادی نہیں کرائی ہے، اس لیے مجھے ان سے تکلیف ہے اور ان سے ناراض رہتی ہوں **ناظرین خاتون:** کیوں یا سیمین! کیا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ جس طرح تمہاری بیٹی پر تمہارے حقوق ہیں، اسی طرح تمہارے اوپر بھی تمہاری بیٹی کے حقوق ہیں، اور جب تم نے اپنی بیٹی کے حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی سے کام لیا ہے تو تمہیں اپنی بیٹی کی شکایت کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔

یا سمین خاتون: استانی جی! مجھے معلوم ہے کہ میرے اوپر بھی میری بیٹی کے تین حقوق واجب ہیں، لیکن ان حقوق کی ادائیگی میں کوتا ہی اس لیے ہوئی کہ جب میری اس بیٹی کی پیدائش ہوئی تو یہ پھول کی طرح خوب صورت اور نرم و نازک تھی، اس لیے میں نے اس کا نام پھول دیوی رکھ دیا، جب یہ بڑی ہوئی تو بہت ذہین لگلی اس لیے اس کا داخلہ مدرسہ کے بجائے اسکول میں کرایا، تاکہ یہ نوکری کے قابل بن سکے اور میں اپنی بیٹی سے بہت محبت کرتی ہوں اس لیے اب تک اس کی شادی نہیں کی ہوں، میں چاہتی ہوں کہ یہ میری نظروں کے سامنے رہے اور مجھ سے پل بھر کے لیے بھی جدا نہ ہو۔

ناظرین خاتون! استغفر اللہ! استغفر اللہ! میں تم کو ایک تعلیم یافتہ اور سمجھہ دار خاتون سمجھتی تھی، لیکن آج معلوم ہوا کہ تم انتہائی بیوقوف عورت ہو، تمہیں اپنی بیٹی کا ایسا نام رکھنا چاہیے تھا جو آپ ﷺ کی ازدواج مطہرات، بنات طیبات اور صحابیات کے نام پر ہو، لیکن تم نے اپنی بیٹی کا نام پھول سے جوڑ کر پھول دیوی رکھ دیا، اور تمہارے بقول تم نے نوکری کی خاطر اپنی بیٹی کو دنیوی تعلیم کے بجائے دنیوی تعلیم دی، تو کیا تم اس بات سے واقف نہیں ہو کہ عورت کے نان و نفقة کی پوری ذمہ داری مرد پر ہوتی ہے، بیٹی کے نان و نفقة کی ذمہ داری باپ پر اور بیوی کے نان و نفقة کی ذمہ داری شوہر پر ہوتی ہے، اس کے باوجود غیر محروم کے درمیان بحتج کر اپنی بیٹی سے نوکری کرانے کی تمہیں کیا ضرورت ہے، اور آج جب اس کی لعنت تمہارے اوپر پڑ رہی ہے تو تم اپنی بیٹی کی شکایت کر رہی ہو، حالاں کہ سارا قصور تمہارا ہی ہے۔

یا سمین خاتون! آپ کے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ میں نے اپنی بیٹی کو دنیوی تعلیم دلا کر بہت بڑی غلطی کی ہے جس کا خمیازہ میں بھگلت رہی ہوں۔

ناظرین خاتون: دیکھو یا سمین! میرے کہنے کا یہ مطلب بالکل نہیں ہے کہ تم نے اپنی بیٹی کو دنیوی تعلیم دلا کر بہت بڑی غلطی کی ہے، بلکہ میری بات کا مطلب یہ ہے کہ اپنی بیٹی

کو دنیوی تعلیم دلانے سے پہلے اس کو دینی تعلیم دلانے کی ضرورت تھی، تاکہ اس کا قدم راہ حق سے نہ بھٹکے، لیکن افسوس!!! کہ تم نے اسے صرف دنیوی تعلیم سے آراستہ کیا اور دینی تعلیم سے محروم رکھا؛ اس لیے تمہارا جرم سگکیں ہے، اگر تم اپنی بیٹی کو دونوں تعلیم سے آراستہ کرتی اور اس کو اسکول بھیجنے کے بجائے اس مدرسہ میں بھیجتی جہاں دینی اور دنیوی دونوں طرح کی تعلیم دی جاتی ہو تو آج تمہیں کف افسوس ملنے کی ضرورت نہ پڑتی۔

یاسمین خاتون: ٹھیک ہے استانی جی! میں آپ سے وعدہ کرتی ہوں کہ آج ہی اس کا داخلہ (جامعہ ماریہ نساں ڈھاکہ) میں کرادوں گی، سنائے وہاں علوم دینیہ و علوم عصریہ دونوں سے طالبات کو آراستہ کیا جاتا ہے، نیز میں اس کا نام بھی بدل دیتی ہوں، آج اور ابھی سے اس کا نام میں (عائشہ خاتون) رکھ دیتی ہوں۔

ناظرین خاتون: اللہ تعالیٰ تم کو اپنے وعدہ پر قائم رکھے!!! ہاں! ایک بات تم سے اور کہنا چاہتی ہوں کہ اپنی بیٹی کی شادی میں تاخیر مت کرنا، آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ جب لڑکی کامناسب رشتہ مل جائے تو فوراً اس کی شادی کرادو، یہی وجہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے اپنی نور نظر حضرت فاطمہ کی شادی صرف سولہ سال کی عمر میں حضرت علی سے کرادی تھی، حالاں کہ نبی اکرم ﷺ تم سے ہزاروں گنازیادہ اپنی بیٹی سے مجت کرتے تھے، اس لیے بیٹی کی شادی میں تاخیر مت کرو، آج کل اولاد کی شادی میں تاخیر کرنے کی وجہ سے ہمارے معاشرہ میں طرح طرح کی برا بیان جنم لے رہی ہیں جن کے ذمہ دار ہم خود ہیں۔

یاسمین خاتون: ٹھیک ہے استانی جی! میں آج ہی سے اس کی شادی اور دینی تعلیم دونوں کا بندوبست کرتی ہوں، اچھا آپ جی! اب میں چلتی ہوں، جلد ہی آپ سے دوبارہ ملاقات کرنے آؤں گی، السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔

ناظرین خاتون: و علیکم السلام و رحمۃ اللہ و برکاتہ

نظامت کے عمدہ اسالیب

سالانہ اجلاس کے لیے تمہیدی کلمات

میری قابل اکرام ماڈل اور بہنوں!

آج کا دن ہم تمام طالبات کے لیے خصوصاً اور مجلس میں شریک تمام خواتین کے لیے عموماً انتہائی خوشی و مسرت کا دن ہے، یہ وہ دن ہے جس کا انتظار ہم اور ہمارے والدین بہت شدت سے کر رہے تھے اور اللہ کے فضل و کرم سے آج جب یہ دن آگیا ہے تو ہمارا دل فرحت و مسرت سے جھوم رہا ہے، ہماری آنکھوں میں خوشی و مسرت کے آنسو چھلک رہے ہیں، ہم اللہ تعالیٰ کے شکر گذار ہیں کہ اس نے ہمیں یہ موقع عنایت فرمایا کہ ہم آپ کے سامنے اپنے مانی الصمیر کو ادا کر سکیں اور ہم اپنے اساتذہ کرام کے بھی احسان مند ہیں جنہوں نے ہمیں اس قابل بنایا کہ ہم آپ کے سامنے اپنے احساسات و جذبات کی صحیح ترجمانی کر سکیں اور پورے عالم میں دین کے پیغام کو پھیلائیں۔

آج کا دن ہمارے لیے خوشی و مسرت کا دن اس لیے ہے کہ اب تک ہم نے اپنے مدرسہ کی انجمن اور اس کی چہار دیواری میں رہ کر جو کچھ سیکھا ہے آج اسے اتنے بڑے مجمع کے سامنے ہمیں پیش کرنے کی سعادت حاصل ہوگی اور مجلس میں شریک تمام خواتین کے لیے بھی یہ مسرت و شادمانی کا دن ہے کیوں کہ آج وہ اپنی بیٹیوں اور بہنوں کو اسٹیچ پر دیکھیں گی، مجھے یقین ہے کہ آج آپ کا دل اپنی بیٹیوں اور بہنوں کی تلاوت، ان کے نقیبہ کلام اور تقاریر و مکالمات کو سن کر بھرا گا اور آپ کے لیے یہ ایک یادگار دن ثابت ہوگا، میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتی ہوں کہ وہ اس اجلاس کو کامیابی سے ہم کنار کرے اور اس اجلاس کے لیے جنہوں نے بھی کوششیں اور محنتیں کی ہیں اللہ انھیں اس کا بہتر بدله عطا فرمائے اور ان کے اس عمل کو قبول فرمائے، آمين۔

تحریک صدارت کا طریقہ

یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ جس جماعت کا کوئی امیر نہ ہو وہ جماعت پچھڑ جایا کرتی ہے، جس قافلہ کا کوئی رہبر نہ ہو وہ قافلہ بھٹک جایا کرتا ہے، جس لشکر کا کوئی سپہ سالار نہ ہو تو وہ لشکر شکست کھا جاتا ہے، جس چمن کا کوئی مالی نہ ہو وہ اجڑ جاتا ہے، اسی طرح جس اجلاس کا کوئی رہنماء، کوئی قائد اور کوئی سرپرست نہ ہو وہ اجلاس اپنے مقصد میں ناکام و نامراد ہو جاتا ہے، اسی کے پیش نظر اس اجلاس کو کامیاب اور بامراڈ بنانے کی خاطر صدارت کے منصب کے لئے میری نظر ایک ایسی عظیم ہستی پر جا کر ٹھہر جاتی ہے جو محاسن اخلاق اور علمی لیاقت کی بنا پر قابل تعظیم ہیں، جو مکارم اخلاق کی روشنی میں لاک قدر ہیں، جو اپنی بے مثال خوبیوں کی وجہ سے تمام خواتین میں مشہور و معروف ہیں، ان کلمات سے میری مراد ستودہ صفات کی حامل محترمہ (شاہین تارہ) کی ذات اقدس ہے، جن کی شان میں یہ شعر بجا ہے

کسی کی سمت نہ دیکھا تیرے حصول کے بعد
یہی دلیل میرے حسنِ انتخاب کی ہے
مجھے امید ہی نہیں بلکہ یقین ہے کہ دیگر طالبات میری تائید ضرور کریں گی۔

تائید صدارت کا طریقہ

جس عظیم ہستی کا نام گرامی صدارت کے لئے پیش کیا گیا ہے وہ اس منصب جلیل کی بخوبی حقدار ہیں، لہذا میں اپنی طرف سے اور بزم کے کارکنان کی جانب سے بصدق احترام اس کی تائید کرتی ہوں اور امید کرتی ہوں کہ یہ پروگرام ان کی صدارت میں برکات و حسنات کے ساتھ اپنی منزل تک پہنچے گا۔

سرور و شادمانی موجز ن ہے آج ہر دل میں
جو میر کارواں بن کر کے آئیں آپ محفل میں

تلاوت کی دعوت کے پانچ اسالیب

تمہیدی کلمات کا پہلا اسلوب

دنیا کے تمام مسلمانوں کا یہ دستور ہے کہ وہ اپنی علمی، اصلاحی اور دیگر مجلسوں کا آغاز اللہ تعالیٰ کی مقدس کتاب قرآن مجید کی تلاوت سے کرتے ہیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ تلاوت قرآن ہماری مجلسوں کی روح اور ہماری محفلوں کی جان ہے، تلاوت قرآن ہمارے مکانوں کی رونق، ہمارے دلوں کا سرور اور ہمارے چہروں کا نور ہے، کیوں کہ قرآن مجید کو جو خصوصیات حاصل ہیں وہ دنیا کی کسی بھی کتاب کو حاصل نہیں ہیں، اس کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے اس کا نازل کرنے والا اللہ ہے جو صادق و برحق اور اس حسین دنیا کا پانہوار ہے اور جس شخصیت پر قرآن کا نزول ہوا ہے وہ تمام مخلوقات میں سب سے افضل و مکرم ہیں۔

تمہیدی کلمات کا دوسرا اسلوب

آج کی اس مبارک اور پر نور محفل کا آغاز میں تلاوت کلام اللہ سے کرنا چاہتی ہوں؛ کیوں کہ جس طرح راتوں میں سب سے افضل رات شب قدر ہے، جس طرح دنوں میں تمام دنوں کا سردار جمعہ کا دن ہے، جس طرح مہینوں میں سب سے مبارک مہینہ ماہ رمضان ہے، جس طرح مخلوقات میں سب سے افضل مخلوق انسان ہے، جس طرح فرشتوں میں سب سے افضل حضرت جبریل علیہ السلام ہیں، جس طرح رسولوں میں سب سے مکرم ہمارے نبی اکرم ﷺ کی ذات گرامی ہے، اسی طرح تمام آسمانی کتابوں میں سب سے افضل و اشرف، سب سے معظم و مکرم کتاب قرآن مجید ہے۔

دعوت تلاوت کا پہلا اسلوب

لہذا میں قرآن پاک کی تلاوت سے محفل کا آغاز کرنے کے لیے ایک ایسی

طالبہ کو دعوت دیتی ہوں جو اپنی تلاوت سے روحوں کو تڑپا دیتی ہے، آنکھوں کو آبدیدہ اور نمدیدہ کر دیتی ہے، جو اپنی سریلی آواز اور دلکش لمحہ سے دلوں کے زنگ کو دور کر دیتی ہے، جس کی تلاوت کیف و مستی سے سرشار کرتی ہے تو وجود حال سے بھی دوچار کرتی ہے، جس کی تلاوت جذبہ عمل کو بیدار کرتی ہے تو روحوں کو سرشار بھی کرتی ہے، میری مراد محترمہ (ماہ جبیں) کی ذات گرامی ہے جنھیں اس شعر کے ساتھ دعوت دیتی ہوں کہ

جو چیز ضروری ہے مسلمان نہیں پڑھتے
ایمان کے صحیفے کو نگہبان نہیں پڑھتے
یہ کیسے مسلمان ہیں جو صحیح سوریے
خبر تو پڑھ لیتے ہیں قرآن نہیں پڑھتے

دعوت تلاوت کا دوسرا اسلوب

قرآن مجید وہ لازوال، بے مثال، مقدس اور عظیم الشان کتاب ہے جس کو جتنی بار پڑھی جائے اتنی ہی زیادہ اسے پڑھنے اور سننے کی خواہش ہوتی ہے، یہ وہ یکتا اور منفرد کتاب ہے جس کے پڑھنے میں بھی لذت ملتی ہے، سننے میں بھی لذت ملتی ہے اور جس کو دیکھنے میں بھی لذت ملتی ہے، لہذا میں پھر سے تلاوت کلام اللہ کے لئے ایک ایسی طالبہ کو دعوت دیتی ہوں جس نے قرآن کی فضاء میں اپنی آنکھ کھولی ہے، جس نے قرآن کو اپنے اندر اتارا ہے اور اپنے سینے میں قرآن مجید کو رچایا اور بسا یا ہے، جو قواعد تجوید پر کافی گہری نظر رکھتی ہے اور رموز و اوقاف سے اچھی طرح واقف ہے، ان کلمات سے میری مراد محترمہ (خوشبو ناز) کی مبارک ہستی ہے جنھیں اس شعر کے ساتھ دعوت اسٹھج دیتی ہوں کہ

کتابوں میں جو افضل ہے اسے قرآن کہتے ہیں
اتارا ہے اسے جس نے اسے رحمٰن کہتے ہیں

سجائے اپنے سینے میں جو اس کے تیس پاروں کو
زمانے بھر میں اس کو حافظ قرآن کہتے ہیں

دعوت تلاوت کا تیسرا اسلوب

لہذا میں اس مجلس کا آغاز قرآن مجید کی تلاوت سے کرنے کے لیے اس باکمال طالبہ کو دعوت دینا چاہتی ہوں جس کی آواز میں عجیب سوز و گداز، انداز میں پرکشش حلاوت اور لہجہ میں مشہود ہے، جو اپنی سریلی آواز سے کانوں میں رس گھول دیتی ہے، جوف قرأت کی مشہور شہسوار ہے، میری مراد اس سے محترمہ (افسری خاتون) کی ذات عالی ہے، میں اس شعر کے ساتھ انھیں دعوت استحق دیتی ہوں کہ

ہے قول محمد قول خدا فرمان نہ بدلا جائے گا
بدلے گا زمانہ لاکھ مگر قرآن نہ بدلا جائے گا

نعت کی دعوت کے دس اسالیب

تمہیدی کلمات کا پہلا اسلوب

یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کے بعد اگر کوئی ذات اس لاکن ہے کہ ان کی تمام مجالس میں تعریف کی جائے تو وہ کوئین کے سردار، آمنہ کے لعل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس ہے، جن کو اللہ تعالیٰ نے ظاہری اور باطنی تمام خوبیوں سے نوازا ہے، جن کے صدقہ طفیل میں اس کائنات کو وجود میں لایا گیا ہے، جن سے محبت کو ایمان کی علامت اور ایمان کی بنیاد قرار دیا گیا ہے، جن کے لئے یہ بزم ہستی سجائی گئی ہے، جن کے سر اقدس پر ختم نبوت کا تاج رکھا گیا ہے، جنہیں سید الاولین والآخرين کے لقب سے نوازا گیا ہے، جنہیں شافعِ محشر کا اعزاز عطا کیا گیا ہے، جن کو ساقیِ کوثر کے منصب عظیم سے سرفراز کیا گیا ہے، جن کو مراجع کی رات

سارے نبیوں کی امامت کا شرف حاصل ہوا ہے، جن کی امت کو دنیا کی بہترین امت کہا گیا ہے، جن کے نام کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نام کے ساتھ ہر جگہ ذکر کیا ہے۔

تمہیدی کلمات کا دوسرا اسلوب

اللہ تعالیٰ کی تعریف و توصیف کے بعد اگر کوئی ہستی اس لائق ہے کہ اس کی تمام مجالس میں تعریف کی جائے تو وہ نبی اکرم ﷺ کی ذات گرامی ہے، کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اس قدر کمالات و محسان سے نوازا ہے کہ اگر سمندر کے پانی کی روشنائی اور درختوں کا قلم بنالیا جائے پھر بھی نبی اکرم ﷺ کی سیرت کے کسی ایک گوشہ کا بھی احاطہ نہیں ہو سکتا ہے، وہ ایسی مقدس ذات ہے جس کے صدقے پھولوں کو رنگت نصیب ہوئی اور غنچوں کو غنچکی ملی، وہ ایسی بارکت ہستی ہے جس کے طفیل سورج کو روشنی، چاند کو چاندنی، ستاروں کو تابندگی، پہاڑوں کو بلندگی، دریاؤں کو طغیانی، موجودوں کو روانی، پودوں کو شادابی، کھیتوں کو ہریاں، زمین کو وسعت اور آسمان کو بلندی عطا کی گئی۔

تمہیدی کلمات کا تیسرا اسلوب

تلاوت کلام اللہ کے بعد اب ہم مدح رسول اور ذکر رسول کے میدان میں قدم رکھتے ہیں تاکہ محفل کی رونق یوں ہی برقرار رہے، جلسے میں یوں ہی نکھار رہے، ماحول پر انوار رہے، یہ ہوا بھی مشکل بار رہے، یہ فضا بھی خوشگوار رہے، موسم کارنگ؛ رنگ بہار رہے، ہم پر رحمتوں کی بوچھار رہے، بے حد اور بے شمار رہے، فلک تک فرشتوں کی قطار رہے اور دل عشق نبی میں سرشار رہے، زبان پر صل علی کی پکار رہے اور جب نعمت نبی کی ترجم خیز آواز ہمارے کانوں میں رس گھول رہی ہو تو دلوں کو فرحت حاصل ہو، دماغ کو راحت نصیب ہو، آنکھوں کو ٹھنڈک ملے، ذہنوں کی کلیاں کھل اٹھیں اور لبوں پر درود وسلام کی چاشنی میسر ہو۔



دعوت نعت کا پہلا اسلوب

لہذا میں نبی اکرم ﷺ کی شانِ اقدس میں مدح سرائی کے لیے ایک ایسی طالبہ کو دعوت دیتی ہوں جس کا دل حضور اکرم ﷺ کی یاد میں دیوانہ ہے، جس کے لبوں پر نبی رحمت ﷺ کے نام کا ترانہ ہے، جو گنگناتی ہے تو ایسا لگتا ہے کہ آوازِ لب و دہن سے نہیں بلکہ دل کی اتحاد گھرائیوں سے نکل رہی ہے، میرا اشارہ کلامِ محترمہ (صراء خاتون) کی جانب ہے، جنہیں اس شعر کے ساتھ دعوتِ اسٹچ دیتی ہوں کہ

تیری آواز میں وہ کشش ہے اہلِ محفل بھی پریشان ہیں
تیری شیریں کلامی کو سن کر مست کوئل بھی حیران ہے

دعوت نعت کا دوسرا اسلوب

لہذا میں بارگاہِ رسالت میں گلہائے عقیدت پیش کرنے کے لیے ایک ایسی ترنم خیز شاعرہ کو دعوتِ اسٹچ دیتی ہوں جس کی خوش آوازی پر تمام طالباتِ رشک کرتی ہیں، جو اپنی بانسری جیسی آواز سے طالبات کو مدھوش کر دیتی ہے، جس کی نعت کوثر میں ڈوبی ہوئی، نور و نکہت میں سمجھی ہوئی اور شیم جانفزاں میں بسی ہوئی ہوتی ہے، جس کے نعمتیہ کلام کو سن کر طالبات جھوم اٹھتی ہیں اور اس کے ہر ایک مصرعہ پر سبحان اللہ اور ماشاء اللہ کے نعرے بلند کرنے لگتی ہیں، ان کلمات سے میری مرادِ محترمہ (درخشاں ناز) کی مبارک ہستی ہے جنہیں اس شعر کے ساتھ دعوتِ اسٹچ دیتی ہوں کہ

روح کا ساز چھیڑ جاتی ہے، دل کی رگ رگ میں گنگناتی ہے
صرف لہجہ ہی نہیں ترنم خیز، ان کی خاموشی بھی دل بھاتی ہے

دعوت نعت کا تیسرا اسلوب

لہذا نبی اکرم ﷺ کی شانِ اقدس بیان کرنے کے لیے میں ایک ایسی طالبہ کو

دعوت دیتی ہوں جس کی سریلی آواز سن کر روح میں وجد آ جاتا ہے، آنکھیں بر سنبھلے پر
مجبور ہو جاتی ہیں اور جس کے کلام کو سن کر بدن کے روگنگے کھڑے ہو جاتے ہیں،
مرجھائی ہوئی کلیوں میں بھی جان پڑ جاتی ہے اور مخالف میں دھوم بچ جاتی ہے، میرا اشارہ
کلام محترمہ (سعیدہ اصغری) کی جانب ہے، جنھیں اس شعر کے ساتھ دعوت دیتی ہوں

پیاسی رہو گی ساقی کوثر کو چھوڑ کر
پی جاؤ چاہے سات سمندر نچوڑ کر
کتنا بلند ہو گیا ہے یہ مٹی کا آدمی
رشتہ رسول پاک کے قدموں سے جوڑ کر

دعوت نعت کا چوتھا اسلوب

لہذا نعت نبی پیش کرنے کے لیے میں اس طالبہ کو دعوت دیتی ہوں جس کی نغمہ
سرائی کی زنجیر کو ہلا دیتی ہے، جس کی لنشیں آواز برف کے مانند جنمے انسان کو
بھی حرکت میں لے آتی ہے، جس کی سریلی آواز سوئی ہوئی قوم کو جگاتی ہے، دلوں کو
گرماتی ہے، افسرده ضمیر کو جھنچھوڑتی ہے اور پر مردہ دماغ کو کامیابی سے ہمکنار کرتی ہے
اس سے میری مراد ترجمہ کے جزیرہ کی شہزادی محترمہ (ناظرین پروین) کی مبارک ہستی
ہے، جنھیں اس شعر کے ساتھ میں دعوت اسٹچ دیتی ہوں کہ

نازاں ہے جس پہ حسن وہ حسن رسول ہے
یہ کہکشاں تو آپ کے قدموں کی دھول ہے
اے کاروان شوق یہاں سر کے بل چلو
طیبہ کے راستے کا تو کانٹا بھی پھول ہے

دعوت نعت کا پانچواں اسلوب

میں بہت دیر سے دیکھ رہی ہوں کہ آپ سمحوں پر رفتہ رفتہ غنوڈگی طاری ہو رہی



ہے اور آپ یہ چاہتی ہیں کہ کملی والے آقا، امتوں کے غم میں رونے والے آقا، شہنشاہ عالم کے باوجود ٹوٹی چٹائی پر بیٹھنے والے آقا، امام المرسلین اور خاتم النبیین کا لقب پانے والے آقا، جہاں جبریل کے پاؤں لڑکھڑا جاتے ہیں اس سے بھی آگے جانے والے آقا، پھر کھا کر دعا نہیں دینے والے آقا، مکہ میں پیدا ہو کر مدینہ جا کر بنسنے والے آقا کی مدح سرائی کے ذریعہ اس غنوڈگی کو دور کریں، تو آئیے! آپ کی اس چاہت کو پوری کرنے کے لیے میں اس طالبہ کو دعوت دیتی ہوں جو منفرد لب والہجہ اور شلگفتہ طرز و ترنم کی مالکن ہے، جو اپنے مخصوص لب والہجہ میں مدح سرائی کرنے کی وجہ سے مجمع کو داد دینے پر مجبور کر دیتی ہے، جس کی آواز میں پھولوں کی مہک، کلیوں کی چٹخ، چڑیوں کی چہک، ستاروں کا قبسم، شب نم کی مسکراہٹ، چاند کی چمک ساری خوبیاں موجود ہیں، میری مراد محترمہ (یا سمین خاتون) کی مبارک ہستی ہے جنھیں اس شعر کے ساتھ دعوت دیتی ہوں:

جب یہ نعت پڑھتی ہیں لبوں سے پھول جھڑتے ہیں
زبان کی سرخ قینچی سے ہزاروں دل کرتی ہیں

دعوت نعت کا چھٹا اسلوب

میں پھر سے بارگاہِ نبوت میں عقیدت کا نذرانہ پیش کرنے کے لیے ایک ایسی طالبہ کو دعوت دیتی ہوں جس کی آواز میں ایسی کشش ہے کہ جب وہ نعت پڑھتی ہے تو فضاوں پر بھی خموشی طاری ہو جاتی ہے، جو اپنے انوکھے انداز، نادر و نایاب کلام اور اپنی پرکشش آواز سے مجمع کو مسحور و مخمور کر دیتی ہے، جس کی پرکیف اور دل سوز آواز سے شاعری کی دنیا جھوم اٹھتی ہے، میری مراد اس سے محترمہ (راحت مسکان) کی ذات عالی ہے جنھیں اس شعر کے ساتھ دعوت اٹھج دیتی ہوں کہ

کھنک اٹھتے ہیں پیانے تو پھروں کاں بجتے ہیں
بڑی جادو بھری دلکش تیری آواز ہوتی ہے

تقریر کی دعوت کے پانچ اسالیب

تمہیدی کلمات برائے دعوت تقریر

ہم سب اس بات سے بخوبی واقف ہیں کہ اس انجمن کے قیام کے مقاصد میں سے ایک بنیادی اور مرکزی مقصد یہ ہے کہ ہمیں اس انجمن کے ذریعہ اپنے مافی الضمیر کے اظہار کا طریقہ اور دوسروں تک اپنے احساسات و پیغامات کو منتقل کرنے کا اسلوب آجائے اور یہ بغیر تقریر کے ممکن نہیں ہے؛ کیوں کہ تقریر یہی وہ فن ہے جس کے ذریعہ ہم بہت ہی مختصر وقت میں ہزاروں، لاکھوں اور کروڑوں افراد تک اپنا پیغام آسانی کے ساتھ پہنچا سکتی ہیں، تقریر یہی وہ بہتر طریقہ ہے جس کے ذریعہ ہم حالات کا دھارا بدل سکتی ہیں، معاشرہ میں انقلاب برپا کر سکتی ہیں، سوئی ہوئی قوم کو جگا سکتی ہیں، بے جان اور پر زمرہ قلوب میں تازگی اور نشاط پیدا کر سکتی ہیں، یہی وجہ ہے کہ تاریخ کے ہر دور میں تقریر کو مہتمم بالشان اور قابل فخر فن کی حیثیت حاصل رہی ہے اور اقوام و قبائل کے امراء اور قائدین کے لئے فصح اللسان خطیب ہونا ایک لازمی امر تھا۔

تقریر و خطابت کی اسی اہمیت و افادیت کے پیش نظر مدارس اسلامیہ میں دیگر علوم و فنون کی تحصیل کے ساتھ تقریر کی مشق و تمرین پر خصوصی توجہ دی جاتی ہے اور اس کے لئے ہفتہ واری انجمنوں کا انعقاد کیا جاتا ہے، جن میں سے ایک انجمن ہماری یہ (انجمن اصلاح البناء) بھی ہے، جس کے ساتباں تکے ہماری صلاحیتیں نکھرتی ہیں اور استعدادیں پروان چڑھتی ہیں، اپنے مافی الضمیر کے ابلاغ و ترسیل کا ڈھنگ اور سلیقہ آتا ہے اور زبان و بیان کی تراش و خراش کے موقع حاصل ہوتے ہیں، اس لیے ہمارے لیے ضروری ہے کہ ان میں پوری دلچسپی سے حصہ لیں تاکہ زندگی کے ہر میدان میں ہم اسلام کی صحیح نمائندگی کر سکیں اور صاحب معاشرہ کی تشکیل میں اہم روں ادا کر سکیں۔



دعوت تقریر کا پہلا اسلوب

چنانچہ میں تقریر کے لئے ایک ایسی طالبہ کو دعوت دیتی ہوں جس کی تقریر سے باطل لرز جاتا ہے اور بے ہنگم زندگیوں میں انقلاب برپا ہو جاتا ہے، جس کے کلام کی قوت سے کفر و باطل کی دنیا بر باد ہو جاتی ہے اور توحید کا علم بلند ہوتا ہے، جس کی تقریر سے مردہ انسانیت کو زندگی ملتی ہے اور نئے ولولوں سے ہم آہنگ ہوتی ہے، میری مراد محترمہ (آفرین خاتون) کی ذات عالی ہے، جنہیں اس شعر کے ساتھ دعوت دیتی ہوں کہ

آپ گل ہیں، مہک ہیں، شفق ہیں، چمک ہیں
ان لفظوں میں پوشیدہ ہے تصویر آپ کی

دعوت تقریر کا دوسرا اسلوب

اس کے بعد میں تقریر کے لیے ایک ایسی بے مثال طالبہ کو دعوت سخن دیتی ہوں جس کی سحر لسانی اور شعلہ بیانی کا چرچا پورے مدرسہ میں پھیلا ہوا ہے، جس کی تقریر سننے کے بعد خون میں حرارت اور دلوں میں بے لوث جوش و ولولہ پیدا ہو جاتا ہے، جس کی تقریر باطل فرقوں کے لیے شمشیر بے نیام کی حیثیت رکھتی ہے، جس کی تقریر میں فصاحت و بлагعت کی فراوانی، عشق و محبت کی جولانی، دریا کی روانی، سمندر کی سیلانی، موجودوں کی طغیانی، سورج کی درخشانی اور چاند کی تابانی اپنی تمام تر خوبیوں کے ساتھ برس پیکار رہتی ہیں، ان کلمات سے میری مراد محترمہ (حمراء خاتون) کی ذات عالی ہے، میں بہت ہی

ادب و احترام کے ساتھ انہیں اس شعر کے ساتھ دعوت سخن دیتی ہوں کہ

کیا ہے عالم کیا بتاؤں تیری زور لسانی کا
سنا ہے ہر طرف چرچا ہے تیری زور بیانی کا
ذرا ہم کو بھی دکھاؤ وہ سحر لسانی اپنی
سنا ہے تم جادو کی زبان رکھتی ہو

دعوت تقریر کا تیسرا اسلوب

اس کے بعد میں تقریر کے لیے اس باکمال اور معروف طالبہ کو دعوت دیتی ہوں جس کی تقریں کر طالبات اور عام خواتین میں اپنی اصلاح کی فکر پیدا ہوتی ہے اور وہ نیکیوں کے دروازوں پر دستک دیکر اپنی سیاہ زندگیوں کو منور کرنے کا عزم کرتی ہیں، جو اپنی تقریر کے ذریعہ معاشرے اور سماج میں پھیلی ہوئی برائیوں کو جڑ سے مٹانے کا عزم کیے ہوئی ہے، جو اپنے زیادہ تر اوقات کو طالبات کی اصلاح اور ان کی صلاحیتوں کو پروان چڑھانے کے لیے استعمال کرتی ہے، میرا اشارة کلام محترمہ (صالحہ خاتون) کی طرف ہے جنہیں اس شعر کے ساتھ دعوت دینا مناسب سمجھتی ہوں کہ

بلاغت جھومتی ہے تیرے انداز خطابت پر
لب اعجاز پر تیرے فصاحت ناز کرتی ہے

دعوت تقریر کا چوتھا اسلوب

اس کے بعد تقریر کے لیے میری نگاہ اس طالبہ پر جا کر ٹھہرتی ہے جس کی شیریں بیانی ہر محفل میں جان ڈال دیتی ہے، جو اپنی ستودہ صفات اور حسن اخلاق کی وجہ سے طالبات میں بے حد مقبول ہے، جس کا شیوه خواتین کی صحیح رہنمائی کرنا اور ان میں دینی حمیت اور ایمانی قوت کو پیدا کرنا ہے، میری مراد اپنی جماعت کی ہر دل عزیز اور ہونہار طالبہ (شلگفتہ خاتون) کی ذات عالی ہے، جنہیں اس شعر کے ساتھ دعوت سخن دیتی ہوں کہ

اے جانِ وفا! جلوہ دکھانے کے لیے آ
اس کاسہ گلشن کو سجائے کے لیے آ
بیتاب نگاہوں کا بھرم ٹوٹ نہ جائے
سوئی ہوئی محفل کو جگانے کے لیے آ

دعوت تقریر کا پانچواں اسلوب

اس کے بعد تقریر ہی کے لئے میں اس مایہ ناز طالبہ کو دعوت دیتی ہوں جن کی تقریر میں ادب کی چاشنی بھی ہے اور اخلاص کی گرمی بھی ہے، جو اپنی تقریر کے ذریعہ محض اللہ کے دین کی سرفرازی اور اس کی بلندی چاہتی ہیں، یہی وجہ ہے کہ ان کی کوئی بھی تقریر فصاحت و بلاغت اور قرآنی آیات و احادیث کے دلائل سے خالی نہیں ہوتی ہے، جن کی تقریر سن کر خواتین کے دلوں میں عشق رسول کے چراغ جلنے لگتے ہیں اور اسلام کی نشو و اشاعت کا جذبہ پیدا ہوتا ہے، جن کی تقریر سن کر سخت سے سخت دل طالبہ بھی نرم دل بن جاتی ہے، جن کی تقریر سن کر آنکھیں نمدیدہ اور آبدیدہ ہو جاتی ہیں، میرا اشارہ کلام محترمہ (صابرین خاتون) کی جانب ہے، جنہیں اس شعر کے ساتھ دعوت استحیج دیتی ہوں

نطق کو سو ناز ہیں تیرے لب اعجاز پر
محوجیت ہے ثریا رفت پرواز پر

دعا و درخواست

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ آپ کو محض اپنے فضل و کرم سے اپنے مقدس دین کی خدمت کے لیے قبول فرمائیں، حاسدوں اور شریروں کی نگاہوں سے محفوظ فرمائ کر آپ کو خوشیوں بھری زندگی نصیب فرمائیں اور ہر قسم کی آفتوں اور مصیبتوں سے آپ تمام طالبات کی حفاظت فرمائیں۔

نیز آپ تمام طالبات سے درخواست ہے کہ آپ مجھے اور میرے بیٹے خالد سیف اللہ کو اپنی دعاوں میں ضرور یاد رکھیں (جس کی پیدائش اس کتاب کی تالیف کے دوران ارجمندی الاول شریعت ۱۳۲۰ھ، مطابق ۱۹۰۴ء روز جمعرات کو ہوئی)۔

مولانا مفتی رضوان شیم قاسمی

استاذ فقه و افتاء: معہد الدراسات العليا، پھلواری شریف پٹیاں

انڈین نمبر: 8986305186 نیپالی نمبر: 9809191037